حکیم سید محمود گیلانی مرحوم

ایلیا علیہ السلام

(ایک تحقیقی کتابچہ)

اسلامک بک سنٹر، اسلام آباد۔

ایلیاؑ

ادیانِ عالم کا مرکزِ نجات

از

محقق و حکیم سید محمود گیلانی (سابق اہل حدیث)

اسلامک بک سینٹر

362-C گلی نمبر 12 سیکٹر G-6/2 اسلام آباد

فون: **051-2870105**

کیا مہابھارت میں کرشن جی نے بھی علیؑ علیؑ پکارا تھا؟ اور گوتم بدھ کو بھی امیر المومنینؑ ہی نے درسِ توحید دیا تھا؟ کیا حضرت نوحؑ نے اپنی کشتی میں امن وحفاظت کے لئے پنجتنؑ پاک کے اسمائے مقدسہ کی تختی لگائی تھی؟ اور داؤد وسلیمان (علیہا السلام) نے بھی پنجتن پاکؑ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں؟

نام کتاب	ایلیا
مؤلف	حکیم سید محمود گیلانی
تعداد	ایک ہزار
اشاعت چہارم	ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ، جون ۲۰۰۵ء
ناشر	اسلامک بک سنٹر، اسلام آباد (سید عمار رضا کاظمی)
ہدیہ	۲۰ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلے اسے پڑھیے

رسالہ ہذا میں جناب محقق لاثانی حضرت سید محمود گیلانی سیالکوٹ کے عظیم تحقیقاتی ذخیرہ کا ایک چھوٹا سا جزو پیش کیا گیا ہے جسے پڑھنے کے بعد یقیناً طالبان حق اور جملہ ذی علم طبقہ کی آنکھیں کھل جائینگی۔

کوئی بات کہہ دینی تو آسان ہے مگر واقعات کی کڑیاں ملانے اور تحقیقات سے انھیں سو فیصد درست ثابت کرنا بہت بڑا کمال ہے۔ اس لئے حکیم صاحب موصوف نے یہ عظیم تحقیقات پیش کر کے نہ صرف اہل اسلام کو بلکہ جملہ ادیان کے پیروکاران کو ایک بہت بڑی الجھن سے نکال کر اتمام حجت فرما دیا ہے۔ کوئی بہت ہی بدقسمت ہوگا جو ان واقعات کے پڑھنے کے بعد شاہراہِ نجات پر گامزن نہ ہو سکے۔

اسلام میں خمسۂ مقدسہ یعنی محمد، علی و فاطمہ و حسن و حسین (علیہم الصلوٰۃ و السلام) بعد از خدا سب سے بلند ہیں حکیم صاحب مدظلہ کی تحقیقات کے مطالعہ سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ کوروں پانڈوں کی عظیم جنگ یعنی مہا بھارت کے میدان میں کرشن جی نے علی علی پکارا تھا اور انہی کا واسطہ دیکر جنگ میں اللہ تعالیٰ سے

کامیابی کی دعا مانگی تھی۔ رام چندر جی نے بھی امیر المومنینؑ ہی کی آمد کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ حضرت نوحؑ نے اپنی مشہور عالم کشتی کی طوفان ومصیبت میں نجات کے لئے اللہ تعالیٰ وپنجتنِ پاک ہی کے اسمائے مبارکہ کی تختی لگائی تھی جو اب تک موجود ہے۔ حضرت داؤد وسلیمان (علیہما السلام) بھی اپنی دعاؤں کے لئے پنجتنِ پاک بالخصوص امیر لمومنینؑ ہی کو وسیلہ بناتے رہے۔ گوتم بدھ جو کہ اپنے وقت میں ایشیا کے نجات دہندہ تصور کئے جاتے ہیں انھوں نے بھی اپنی مشکلات کے لئے امیر المومنین کو ہی اپنی مدد کے لئے پکارا اور خدا تعالیٰ کے اس نور نے ہی گوتم کو درسِ توحید باری تعالیٰ دیا۔ آپ حکیم صاحب کی عظیم تحقیقات کا یہ جزو پڑھیں گے تو آپ پر یہ تمام امور منکشف ہو جائیں گے۔

بلاشبہ حکیم صاحب نے دوسروں کو تو نجات کا راستہ دکھایا ہی ہے۔ خود اپنے آپ کو بھی دربار باری تعالیٰ سے عظیم انعامات کا مستحق بنا لیا ہے۔ ان انعامات کی ابتداء دنیا ہی سے شروع ہوگئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو راہ ہدایت سے ہمکنار کر دیا۔ حکیم صاحب متواتر ۳۲ سال تک مسلک اہل حدیث پر گامزن رہے اور متعدد اہل حدیث اخبارات کے ایڈیٹر اور اہل حدیث کی اکثر کتب کے مصنف ومولف ہیں۔ چونکہ خود نیک نیتی سے جویائے حق تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حقیقت سے آگاہ فرمایا خدا انھیں برکت واستقامت بخشے۔ اور قارئینِ رسالہ ہٰذا کو شاہراہِ حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین.....ثم آمین

☆☆☆☆☆

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایلیا...ادیانِ عالم کامرکزِ نجات

جناب حکیم سید سرفراز حسین صاحب مرحوم نے اپنے مخصوص علمی مقالہ زیر عنوان ''ایلیاً۔ علیؑ کا لقب'' مندرجہ ''معارف اسلام'' علیؑ و فاطمہؑ نمبر بابت ماہ دسمبر ۱۹۶۱ میں جس تحقیق و کاوش کا اظہار فرمایا ہے قابلِ داد و قابلِ تحسین ہے۔ دورِ حاضر میں اس قسم کے تحقیقاتی مقالات کی اشد ضرورت ہے۔ اور اس قسم کے انکشافات جدیدہ ایمان وایقان کے استحکام کا باعث ہوتے ہیں۔

حکیم صاحب ممدوح کا مقالہ مذکور کسی مزید شرح یا انتقاد کا محتاج نہیں جبکہ خود بعض مسیحی لیڈر اور عیسائی پادری و مشنری ایلیا کو علیؑ یا آخری زمانے کی کوئی معزز ترین ہستی تسلیم کرتے ہیں چنانچہ نصف صدی سے زائد مدت گزری کہ سینٹ پال چرچ (لندن) کے ایک نامور پادری مسٹر جے۔ بی گلیڈ ون نے اپنی تصنیف موسومہ۔

A Note book on old and new testaments of Bible.

میں لکھا ہے:

> **" In the language of oldest and present Habrew the word Allia or Aillee is not in meanings of God or Allah, but this word is**

showing that in the next and last time of this world any one will be-come nominatied Allia or Aillee.(۱)

پرانے زمانے اور موجودہ زمانے کی عبرانی زبان میں لفظ ایلیا یا ایلی، خدا یا اللہ کے معنوں میں استعمال نہیں کیا جاتا۔ بلکہ مذکورہ لفظ تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ کسی آئندہ یا آخری زمانے میں کوئی ایسی ہستی آنے والی ہے جس کا نام ایلیا یا ایلی ہوگا۔

ایک مسیحی مشنری کی زبان سے ایلیا یا ایلی کے اسم مبارک کی اس سے زیادہ اور کیا وضاحت و صراحت ہو سکتی ہے جو صاف طور پر اقرار کر رہا ہے کہ ایلیا یا ایلی نہ خدا ہے، نہ اللہ، نہ الیاس، نہ یوحنا، نہ مسیح بلکہ وہ جس کا ظہور مسیح وغیرہ کے بعد ہوگا۔ اس تشریح و تصریح کی موجودگی میں بھی اگر مسیحی صاحبان حضرت علیؑ کے وجود مسعود کو اور ان کی فضیلت و عظمت کو تسلیم نہ کریں تو اس میں لفظ ایلی کا قصور نہیں۔ ان کی عقل کا فتور ہے۔ فبای حدیث بعدہ یومنون

علاوہ بریں غور و تفحص کے میدان میں راہوار تحقیق کو جولاں کیا جائے تو اس سر مکتوم کو آشکار ہوتے دیر نہ لگے گی کہ معروف ادیان و مذاہب اور ان کے اکابر کا مرکز امید اور نقطہ نجات کسی نہ کسی عنوان ''ایلیا'' یا ''ایلی'' ہی رہا ہے۔ اور وہ ہر مصیبت و ابتلا اور ہر رنج و بلا میں خلاصی حاصل کرنے کے لئے جناب امیرؑ کا سہارا لیتے اور حضورؑ سے فریاد کرتے رہے ہیں۔ باور نہ ہو تو آیئے چند نمونے ملاحظہ فرمایئے:

---

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوا نوٹ بک آن اولڈ اینڈ نیو ٹیسٹامنٹس آف بائبل جلد اول صفحہ ۲۲۷، ۲۲۸ مطبوعہ ولیم اے بارڈ پریس انگلستان ۱۹۰۸ء

پانڈوں اور کوروں کی مشہور جنگ میں جب شری کرشن جی مہاراج کورکیشتر کے میدان میں تشریف لاتے ہیں تو انھیں معلوم ہوتا ہے سچائی کے طلبگار تو محض مٹھی بھر ہیں۔ مگر پرستاران باطل کے ٹڈی دل لشکروں سے زمین اٹی پڑی ہے۔ کرشن جی مہاراج اپنے سرفروشوں کو ضروری اپدیش دینے کے بعد تخلیہ میں جاتے ہیں اور اپنے مالک حقیقی کے سامنے زمین بوس ہو کر دعا مانگتے ہیں:

ہے پرمیشور! سنسار پرم آتما! تجھے اپنی ذات کی قسم جو آکاش اور دھرتی کا جنم کارن ہے اور اس کی قسم جو تیرے پیارے کا پیارا، تیرے پریتم کا پریتم ہے۔ تجھے اس کا واسطہ جو اھلی ([illegible]) ہے جو سنسار کے سب سے بڑے مندر میں کالے پتھر کے قریب اپنا چمتکار دکھلائے گا۔ تو میری بنتی سن اور جھوٹے راکشوں کو نشٹ کر اور سچوں کو فتح دے۔ اے ایشور۔ ایلا، ایلا، ایلا۔(۱)

کرشن جی کے ان دعائیہ فقروں کے ایک ایک لفظ پر غور کیجئے کہ وہ کس خوش اسلوبی و کس وضاحت اور کس بکاو تفرع سے آکاش اور دھرتی کے جنم کارن یعنی باعث تکوین ارض و سماء مورد لولاك لما خلقت الافلاك کو پکار رہے ہیں۔ پھر زینت ارض و سماء کے پیارے کے پیارے (محبوب رسولؐ) اور اس کے پریتم کے پریتم (حبیب نبی محترمؐ) کی قسم دے رہے ہیں۔ اس کے بعد اس کا نام بھی پکارتے ہیں۔ ’’آہلی‘‘ یہ سنسکرت کا قدیم لفظ ہے جو عربی کے علی یا عالی کے ہم پلہ ہے مگر کرشن جی مذکورہ اسم گرامی کی خود ہی تشریح فرما دیتے ہیں کہ وہ سنسار کے سب سے بڑے مندر

---

(۱) رسالہ کرشن بنتی مولفہ پنڈت رام دھن صفحہ ۷۔ شائع کردہ ساگری پستکالیہ دہلی مطبوعہ ۱۹۳۱ء

یعنی دنیا کے قبلہ و کعبہ حرم محترم میں کالے پتھر (حجر اسود) کے نزدیک اپنا چمتکار (جلوہ یا معجزہ) دکھائے گا۔ آخر میں انھوں نے تین مرتبہ "ایلا۔ ایلا۔ ایلا۔" کہا ہے۔

اب محل نظر یہ بات ہے کہ "ایلا" کون ہے؟ اس کے معنی ہم سے نہیں بلکہ ایک ودیارتھی پنڈت ہی سے سن لیجئے:

> پراچین سے کی پرانی زبانوں میں ایک سنسکرت ہے جس کا یہ دعویٰ ہے وہ سب سے پرانی بولی ہے۔ اس میں کوئی کوئی شاکھیا ایسے بھی ہیں جو آج کل عام لکھنے پڑھنے اور بولنے میں آتے ہیں۔ اسی طرح کا ایک نام ہے "ایلا" اس کا مطلب ہے بڑے ہی اونچے درجے والا۔ اور آہلی یا آلی بھی اسی سے نکلا ہے۔ جیسا کہ عربی زبان میں کہتے ہیں۔ اعلیٰ۔ عالی۔ علی۔ تعالیٰ وغیرہ۔ پراچین ویدوں میں ایسے بہت سے لفظ ملتے ہیں جن کو پڑھنے والے شبہ کر سکتے ہیں کہ وہ عربی کے بگڑے ہوئے یا سنکسرت سے عربی میں چلے گئے۔(۱)

لفظ "ایلا" کی مندرجہ بالا تصریح سے ثابت ہوا کہ کرشن جی کا اپنی دعائیہ فریاد میں آہلی یا ایلا کہنا حضرت علیؑ سے مدد کی درخواست کرنا تھا۔ اسی لئے انھوں نے بار بار آپ کا اسم مبارک وردِ زبان کیا ہے۔ اگر نہیں تو اہل ہنود عالمان سنسکرت بتائیں کہ آہلی یا ایلا کے کیا معنی ہیں اور سنسار کے سب سے بڑے مندر کا کالا پتھر کہاں ہے اور اس میں کس آہلی یا ایلا نے اپنا چمتکار دکھایا ہے۔

---

(۱) کتاب ناگر ساگر۔ مولفہ پنڈت کرشن گوپال مطبوعہ سپورن پریس آگرہ۔ شائع کردہ نارائن بک ڈپو آگرہ ۱۹۱۷ء صفحہ ۱۲۱ ایڈیشن دوم

صلائے عام ہے یارانِ نقطہ داں کے لئے

حضرت داؤد علیہ السلام کے صحیفہ زبور کی چند سطور جو قدیم عبرانی (۱) میں مذکور ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

"حمطمنی فِیل قشوقینم قث پاعینواتی وز ایلی متلزہ اسطع ملغ شلواشمالت پزاغان حسیقنہ عللوقث حدار کرتوہ شمہو پلت اتی تاہ بو تاہ عزیماہ" دث حین کمطماہ بنہ لشود کلیلمہ کلاخو ثرتی قتم عنلو برسا بفرہتم فل معلذ ملغ عابوشنی پم مغلینم عت حمعثر یون"۔

اس ذات گرامی کی اطاعت کرنا واجب ہے جس کا نام ایلی ہے اس کی فرمانبرداری سے ہی دین و دنیا کے سب کام بنتے ہیں۔ اس گراں قدر ہستی کو حدار (یا حیدر) بھی کہتے ہیں۔ جو بیکسوں کا سہارا، شیر ببر، بہت قوت والا اور کعابا (کعبہ) میں پیدا ہونیوالا ہے۔ اس کا دامن پکڑنا اور اس کی فرمانبرداری میں ایک غلام کی طرح رہنا ہر شخص پر فرض ہے۔ سن لو جس کے کان ہوں، سمجھ لو جس کا دماغ ہو، سوچ لو جس کا دل ہو کہ وقت گزر گیا تو پھر ہاتھ نہ آئے گا اور میری جان میرے جسم کا تو ایک وہی سہارا ہے۔

---

(۱) موجودہ محرف واناجیل کے عتیق وجدید عہد ناموں میں جس صفائی سے ترمیم و تنسیخ کی گئی ہے وہ اہل علم سے ڈھکی چھپی نہیں نہ صرف الفاظ و فقرات بلکہ پوری کی پوری عبارتیں یا توڑ موڑ کر لکھی گئی ہیں یا بالکل ہی اڑا دی گئی ہیں۔ جن عبارتوں میں جناب رسالتمآب، علی، فاطمہ، حسن، حسین کا تذکرہ کسی نہ کسی رنگ میں آتا ہے ان کا خصوصیت سے صفایا کر دیا گیا ہے۔ زبور کی مذکورہ عبارت اس قدیم نسخہ سے ماخوذ ہے جو اس وقت قلمی صورت میں پادری اہزان الدمشقی کے قبضہ میں ہے۔ مفتی مصر کا بیان ہے کہ انہوں نے یہ نسخہ دیکھا ہے اور اگر اس کو منظر عام پر لایا جائے تو مسیحیت کی عمارت مسمار ہو جاتی ہے (دیکھو رسالہ الحرم قاہرہ ذیقعدہ ۱۳۲۷ھ محمود)

زبور قدیم کی مذکورہ عبارت میں حضرت داؤدؑ نے کسی رمز و کنایہ کسی اشارہ و استعارہ سے کام نہیں لیا ہے بلکہ اعلانیہ اور صریح الفاظ میں ارشاد فرمایا:

وہ علیؑ جس کو حیدر بھی کہا جائے گا اسی کی اطاعت و متابعت دین و دنیا کی کامیابیوں کی کلید اور باعث بخشش و نجات ہے۔ وہ مقدس ہستی کعبہ میں جنم لے گی۔ وہ شیر ببر (اسد اللہ الغالب) بہت قوت والا (علی القوی ید اللہ۔ قوت اللہ) ہے اور میری جان اور میرا جسم تو اسی کے سہارے پر قائم ہے یعنی ہر مشکل و مصیبت میں وہی دستگیر بنتا ہے۔ جناب داؤدؑ نے یہاں تک متنبہ کر دیا ہے کہ جو شخص وقت ضائع کر دے گا اور علیؑ سے لو گا کر ان کا مطیع نہ بنے گا وہ دنیا اور آخرت میں ہر جگہ پچھتائے گا۔

اب سلیمانؑ کی بشارت سنئے۔ آپ کے صحیفہ "غزل الغزلات" باب پنجم مروجہ عبرانی پراسنے (۱) نسخہ میں جو ۱۸۰۰ کا طبع شدہ ہے یہ عبارت بالفاظ صحیح درج ہے:

"دوری صح وادوم دعون مربہ مروشو کتم ماز فصو ناؤ تلتلیم سحو دوت کمہ ریب مد عند کیونیم مد عب العفی مانہ محالات بوشبوت مد عن ملت حاناؤ کمرہ عب سبو سم معدلوت مرتاحیم مد سعو ناؤ شوشیم بطاوت مد سود عو سر مد مادوا کلیلی داھاب معلاتم نرسیس مد معاؤ عشبت شس مد معست سیربہ مد شوقاؤ عمودی شس میسادیم طعال ادنی بارمر مد میھو کبا بو بد کا ردیہ مد حنو محمدیم مد دہ دہ دی ودہ عی بہ نوت یروسلام۔ ۔"

(۱) ... کی تحریف شدہ انجیل میں غزل الغزلات کی مذکورہ عبارت کا ترجمہ چھانٹ کی نذر ہو چکی ہے اور اس میں یہ مانا ہے محمد کا میرے دوست کا نام محمد ہے "My friend name is Muhammad" بالکل نکال دیئے گئے ہیں لیکن ۱۸۰۰ کے پرانے نسخوں میں یہ الفاظ موجود ہیں اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ (بقیہ اگلے صفحے پر)

ترجمہ: میرا دوست جو قدرے گندم گوں ہے ہزاروں میں منفرد ہے۔ اس کے سر کا نور الماس کی طرح چمکتا ہے۔ اس کی زلفیں گھونگریالی اور پر زاغ کی مانند سیاہ ہیں۔ اس کی دونوں آنکھیں ایسی جیسے دودھ سے دھوئے ہوئے طشت میں مصفیٰ پانی پڑا ہو۔ اور اس پر دو کبوتر تیر رہے ہوں یا جیسے دو قیمتی نگینے اپنے خانوں میں جڑے ہوئے ہوں اس کے رخساروں پر ریش مبارک ایک خوشبودار بیل کی مانند چھائی ہوئی ہے۔ اس کا ہلالی منہ خوشبو میں بسا ہوا ہے۔ اس کے دونوں لب پھول کی پنکھڑیوں جیسے ہیں جن سے عجیب روح افزا خوشبو نکلتی ہے۔ اس کے ہاتھ سونے کے ڈھلے ہوئے ہیں جن میں جواہرات چمکتے ہیں۔ اس کا شکم ہاتھی دانت کی لوح کی مانند سفید اور جواہر سے مرصع۔ اس کی پنڈلیاں جیسے سنگ مرمر کے ستون جو سونے کے پایوں پر مضبوطی سے رکھے ہوں۔ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن۔ وہ صنوبر کی طرح جوان ہے۔ نہایت خلیق ہے۔ وہ میرا دوست میرا محبوب محمد ہے۔ اے دختران یروشلم! (۱)

(گذشتہ سے پیوستہ) بائبل کی تحریفات ۱۸۰۰ کے بعد شروع ہوئی عیسائی پادریوں کی ایک مخصوص جماعت نے جس میں رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کے تمام فرقے شامل تھے عتیق اور جدید ناموس میں اپنے مذہب کی تحریف کر کے "مصر رساں مضر" فقرے خارج اور "نفع بخش فقرے" داخل کر دیے۔ العیاذ (حکیم سید محمود گیلانی)

(۱) صحیفہ غزل الغزلات۔ باب ۵۔ فقرہ ۱۰ تا ۱۶ نسخہ عبرانی۔ مطبوعہ ۱۸۰۰ء لندن برٹش بائبل ایسوسی ایشن۔

موصوفہ عبارت کے بعض فقرات پر قوت غائر فکر یہ صرف کئے بغیر مقصد حاصل نہ ہوگا۔ جناب سلیمانؑ نے اپنے محبوب دوست حضور ختمی مرتبتؐ کی تعریف میں جو قصیدہ رشاد فرمایا ہے۔ اس میں کہتے ہیں

ا۔ ''اس کے سر کا نور الماس کی طرح چمکتا ہے۔'' یہاں سر سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔ رسول اکرمؐ کا اپنا ارشاد ہے کہ ''علی منی بمنزلة الراس من جسدی۔ (علیؑ میرے جسم کے سر کی مانند ہیں) پس جناب سلیمانؑ نے علیؑ کو اپنے محبوب کے سر سے تشبیہ دی ہے۔ پھر سر کا نور کہہ کر اور بھی وضاحت کر دی ہے۔ رسول اکرمؐ فرماتے ہیں انا و علی من نور واحد (میں بھی نور ہوں اور علیؑ بھی نور ہے) انا و علی من نور واحد (میں اور علیؑ ایک ہی نور سے ہیں)۔ تو گویا جناب رسالت مآبؐ کا سر اور نور جناب امیر المومنینؑ ہی ہیں۔ پھر ایک اور نکتہ دیکھئے کہ سر کا نور الماس (ہیرے) کی طرح چمکتا ہے۔ غور کیجئے کہ دوست (رسول خداؐ) کے سر کے نور (علیؑ) کو الماس یعنی ہیرے سے کیوں تشبیہ دی گئی ہے۔ اس لئے اور صرف اس لئے کہ ہیرا جب کان سے نکلتا ہے تو وہ قدرتاً اور فطرتاً پنج پہلو ہوتا ہے۔ اور پھر جب اس کو سورج یا چراغ کے سامنے رکھا جائے تو اس کے ہر پہلو سے پانچ کرنیں نکلتی ہیں۔ پس سلیمانؑ نبی نے الماس کی مثال دیکر یہ ثابت کیا ہے کہ میرا محبوب پنجتن سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس کے دوست علیؑ کا رشتہ بھی ان ہی نفوس قدسیہ خمسہ سے ہے۔ اللہ اکبر! کیسی فقید المثال تشبیہ اور توضیح فرمائی ہے۔

۲۔ ''اس کی دونوں آنکھیں ایسی ہیں جیسے دودھ سے دھوئے ہوئے طشت میں مصفّٰی پانی پڑا ہو۔ اور اس میں دو کبوتر تیر رہے ہوں''

بظاہر یہی معلوم ہوگا کہ جناب سلیمانؑ اپنے دوست کا سراپا یعنی سر سے لیکر

پاؤں تک کا حلیہ بیان فرما رہے ہیں۔ مگر غور کی عینک لگا کر دیکھا جائیگا تو یہ حلیہ مبارک بھی بہت ہی مرموز و مکنون نظر آئے گا۔ چنانچہ فقرہ مذکور میں "دو آنکھیں سے مراد جسم کی عام آنکھیں نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے نبی کی دو خاص آنکھوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور رسول کی یہ دو خاص آنکھیں ہیں امام حسنؑ اور امام حسینؑ جیسا کہ خود نبی اکرمؐ نے ان کی شان میں فرمایا ہے۔

الحسن و الحسين عيناى. (سیرۃ الصالحین ۵۷)

حسن اور حسین دونوں میری آنکھیں ہیں۔

پھر فرمایا

الحسن و الحسين قرة عيناى. (سیرۃ الائمہ شعبانی صفحہ ۱)

میری دونوں آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔

اپنی غزل کے اسی فقرہ میں جناب سلیمان ان دونوں آنکھوں کی صفات بیان فرماتے ہیں کہ دودھ سے دھوئے ہوئے طشت میں رکھی ہوئی ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے آب مصفی پر دو کبوتر تیر رہے ہوں۔ دودھ اور آب پاکیزہ سے دھونا ایک محاورہ ہے۔ جس سے انتہائی پاکیزگی مراد لی جاتی ہے۔ عربی کا شاعر اسعدی خدائے تعالی اور اس کے عرش کی تعریف میں کہتا ہے۔

والعرش معسوله من لبن المطهر وبالماء الصفا فلا بمثل نفخر

اس کا عرش عظیم پاکیزہ دودھ اور مصفی پانی سے دھویا ہوا ہے۔ اور اس پر ذات الہی کے سوا کوئی بھی فخر نہیں کر سکتا۔

ایران کا حنفی شاعر اپنے قصیدہ میں حسنین کی توصیف یوں بیان کرتا ہے۔

آں دو چشمان نبی شبیر و شبر با صفا

آں دو چشماں نشستہ در جوئے شیر و آب

آں دو چشمان نبی نورِ نگاہ مصطفیٰ

مادر آں سیدہ و والد آں بو تراب

پاک اور صاف روح تن والے حسنؑ اور حسینؑ نبی کی دو آنکھیں ہیں جن کو آسمان کے اندر دودھ اور پانی سے دھویا گیا ہے۔ اور نبی کی یہ وہی دو آنکھیں ہیں جو محمدؐ کی آنکھوں کا نور ہیں۔ جن کی اماں جان سیدہ پاکؑ دخترِ شاہ لولاک اور جن کے ابا جان ابوتراب علیؑ ہیں۔

پس اس سے بلا تردید یہ ثابت ہوا کہ حضرت سلیمانؑ نے اپنے محبوب سید المرسلین کی بشارت دیتے ہوئے جناب حسنین کی ذات گرامی کا بھی مژدہ سنایا ہے۔ علاوہ بریں رسولؐ کی دونوں آنکھیں (حسن اور حسین علیہما السلام) کی مثال "دو کبوتروں" سے دینا بھی عدیم النظیر اور روحانی و مذہبی اعتبار سے بے عدیل ہے۔ کبوتر کو جملہ طیور میں پاکیزگی کی خصوصیت حاصل ہے۔ از بسکہ اس سے نامہ بری اور پیغام رسانی کا کام لیا جاتا رہا ہے۔ لہٰذا جب بھی کسی کو عالم مکتوم سے منصۂ شہود پر لایا جاتا ہے تو اس کو کبوتر کی تصوراتی شکل دی جاتی ہے۔ مثلاً روح الامین یا روح القدس کی تخیلاتی تصویریں کبوتر ہی شکل میں نظر آئینگی۔۔ نیز کائنات عالم میں امن و عافیت کے قیام کے اظہار کے لئے بھی کبوتر ہی کو منتخب کیا گیا ہے۔ روس میں کبوتر میں ذرا سی تبدیلی کر کے اسے امن کی فاختہ کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ لیکن یورپ اور امریکہ میں کہیں بھی چلے جائیں "امن کے دیوتاؤں" کے سر پر علامتی رنگ میں کبوتر ہی سایہ

قلبن نظر آئے گا۔

پس حسنؑ و حسینؑ کو دو کبوتروں سے تشبیہ دینا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ایک تو یہ دونوں حضرات خدا کے آخری پیغام (قرآن) کے ناشر و مشیع ہونگے اور ان کے ذریعہ اہل عالم قرآنی تعلیمات سے روشناس و بہرہ مند ہونگے۔ دوسرے یہ دونوں نور چشمان رسولؐ عالم کو ن وفساد میں امن بھی قائم فرمائیں گے۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ امام حسنؑ نے اپنے زہر خوردنی کے سانحہ میں جس انتہائی ضبط و تحمل سے کام لیا وہ ظلم و استبداد کے خلاف ایک دائمی پیام امن تھا۔ حسینؑ مظلوم نے میدان طف میں جس صبر و سکون کا اظہار فرمایا وہ شقاوت و بربریت کے لئے ابدی پیغام مرگ تھا۔ اسی لئے سلیمان اپنے نغمہ میں محمدؐ کی مدحت کے ساتھ آل محمدؑ کے گیت بھی گا رہے ہیں۔

۳۔ ''اس کا ہلالی صفحہ خوشبو میں بسا ہوا ہے۔''

اس فقرہ میں سلیمان پیغمبر نے اپنے دوست (محمد مصطفےٰؐ) کے چہرہ مبارک کو ہلالی صفحہ سے تشبیہ دے کر جناب رسالتمآب کی حدیث ''انا کالشمس و علی کالقمر'' کی تصدیق فرمائی ہے۔ جناب سرور کائناتؐ نے جناب امام المتقینؑ کو چاند کہا تھا۔ اور جناب سلیمانؑ کے گیت میں بھی دوست کے چہرے کو چاند کہا گیا ہے۔ مگر چہرہ کو صفحہ کہنا بھی ایک راز ہے۔ یعنی اس ماہ تاباں (علیؑ) کا چہرہ کتاب حق کی مانند مقدس و محترم ہوگا۔ جب ہی تو امیرؑ فرماتے ہیں کہ! القرآن صامت و انا قرآن ناطق اور ماہ محمد کا چہرہ صفحہ قرآن کی مانند ہی ہونا چاہیے تھا۔

ذرا آگے اسی نغمہ سلیمانی میں محمدؐ کے چاند کی چاندنی اور بھی نمایاں نظر آئیگی۔ فرماتے ہیں:

ہے۔"اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہے۔"

یہاں "کالشمس" کے "کالقمر" یعنی آفتاب دین کے ماہتاب دین کی ایک نہایت واضح توصیف بھی بیان کر دی گئی کہ اس ماہ مبین کا جسمانی اور روحانی رشتہ چہاردہ (۱۴) معصومین سے ہوگا۔ کیونکہ یہ چودہ کے چودہ پاک نفوس جہالت و ضلالت کی تاریک اور بھیانک راتوں میں دین خدا کی روشنی پھیلائیں گے اور عوام الناس کو گھٹاٹوپ اندھیرے سے نکال کر نور الٰہی یعنی اسلام اور قرآن سے روشناس کرائیں گے۔

بہرکیف حضرت سلیمانؑ نے غزل الغزلات میں اپنے محبوب دوست خاتم الانبیاءؐ اور امیر المومنینؑ وحسنینؑ کی جو مدح وثنا کی ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ اور ہر مسلمان کو دعوت فکر ونظر دیتی ہے۔

اللهم صلی علی محمد و ال محمد۔

قارئین "معارف" کہتے ہوں گے کہ موضوع تھا ایلیا اور ثابت یہ کرنا تھا کہ مذاہب وادیان عالم میں ایلیا کا لفظ کسی نہ کسی صورت جلوہ گر نظر آتا ہے۔ مگر تذکرہ چھیڑ دیا جناب سلیمانؑ کی غزل الغزلات کا۔ سوالتماس ہے اس تذکرہ کے بغیر مضمون زیب عنوان منازل طے نہ کر سکتا تھا۔ آیئے ہم پھر ایلیا اور ایلی کی زیارت کریں۔

۱۹۱۶ء کی بات ہے پہلی جنگ عظیم کا خوفناک شباب خداوند عالم کے قہر و عذاب کے بھیس میں دنیا والوں پر قیامت ڈھا رہا تھا۔ بیت المقدس سے چند میل دور فوجی دستے یلغار کرتے ہوئے جا رہے تھے کہ ادترہ نامی ایک چھوٹے سے گاؤں کے ٹیلے سے اندھیری رات میں ایک عجیب سی چمک نکلتی ہوئی دکھائی دی۔ ایک فوجی دستہ جو اس کے قریب سے گزر رہا تھا۔ یہ نرالی قسم کی چمک دیکھ کر ٹھہر گیا۔ چند سپاہی اس

روشنی کی طرف بڑھے۔ جب وہ نزدیک پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ خاک وسنگ کا ایک تودہ امتداد زمانہ سے شق ہو چکا ہے اور اسکی درازوں سے حیرت ناک روشنی نکل کر ہر راہگیر کو مشتاق نظارہ بنا رہی ہے۔ سپاہیوں نے اسی مقام کو کھودنا شروع کر دیا تو چار گز کی گہرائی میں ایک چاندی کی مرصع لوح نظر آئی۔ جس سے روشنی کی سفید شعاعیں پھوٹ پھوٹ کر تحیر و استعجاب میں مبتلا کر رہی ہیں انھوں نے اس نقرئی لوح کو جو پون گز لمبی اور نصف گز چوڑی تھی باہر نکالا تو روشن شعاعوں کا اخراج تو بند ہو گیا۔ انقطاع نور کے اس واقعہ نے متحیر انسانوں کو اور بھی انگلیاں چبانے پر مجبور کر دیا۔ ایک طرف بیش قیمت لوح کے حصول پر وہ شاداں و فرحاں بھی دکھائی دیتے تھے دوسری طرف اسکی روشنی یکا یک منقطع ہو جانے سے خوف و دہشت بھی مسلط تھی۔ آخر وہ لوح کو لیکر اپنے افسر اعلیٰ کے پاس پہنچے۔ یہ انگریزی فوجی افسر میجر اے۔ این گرینڈس تھا۔ اس نے ٹارچ کی روشنی میں لوح کو دیکھا تو مبہوت رہ گیا۔ اسکا حاشیہ گراں بہا جواہرات سے مرصع تھا اور درمیان میں طلائی حروف تھے۔ جو کسی قدیم اجنبی زبان کے معلوم ہوتے تھے۔ میجر کو حروف کی شناخت تو نہ ہو سکی لیکن اس کو یہ معلوم ہو گیا کہ لوح کوئی معمولی چیز نہیں اپنے اندر کوئی بہت بڑی فضیلت و اہمیت اور تقدیس و تحریم رکھتی ہے۔

میجر گرینڈس کی سعی و وساطت سے لوح موصوف دست بدست منزلیں طے کرتی ہوئی پایان کار افسر انچارج افواج برطانیہ لیفٹیننٹ جنرل ڈی۔ او۔ کلیڈ سٹون کے ہاتھ میں پہنچی۔ جس نے اس کو برطانوی ماہرین آثار قدیمہ کے سپرد کر دیا۔ جنگ عظیم کے خاتمہ پر ۱۹۱۸ء میں اس لوح سے متعلق تحقیق و تدقیق کا یوں آغاز کیا گیا کہ السنہ قدیمہ کے ماہرین کی ایک خصوصی کمیٹی بنائی گئی۔ جس میں امریکہ، برطانیہ، فرانس اور بعض دوسرے یورپی ممالک کے "ماہرین قدیم لسانیات" نے شمولیت کی۔

SILVER PLATE OF SULEMAN.

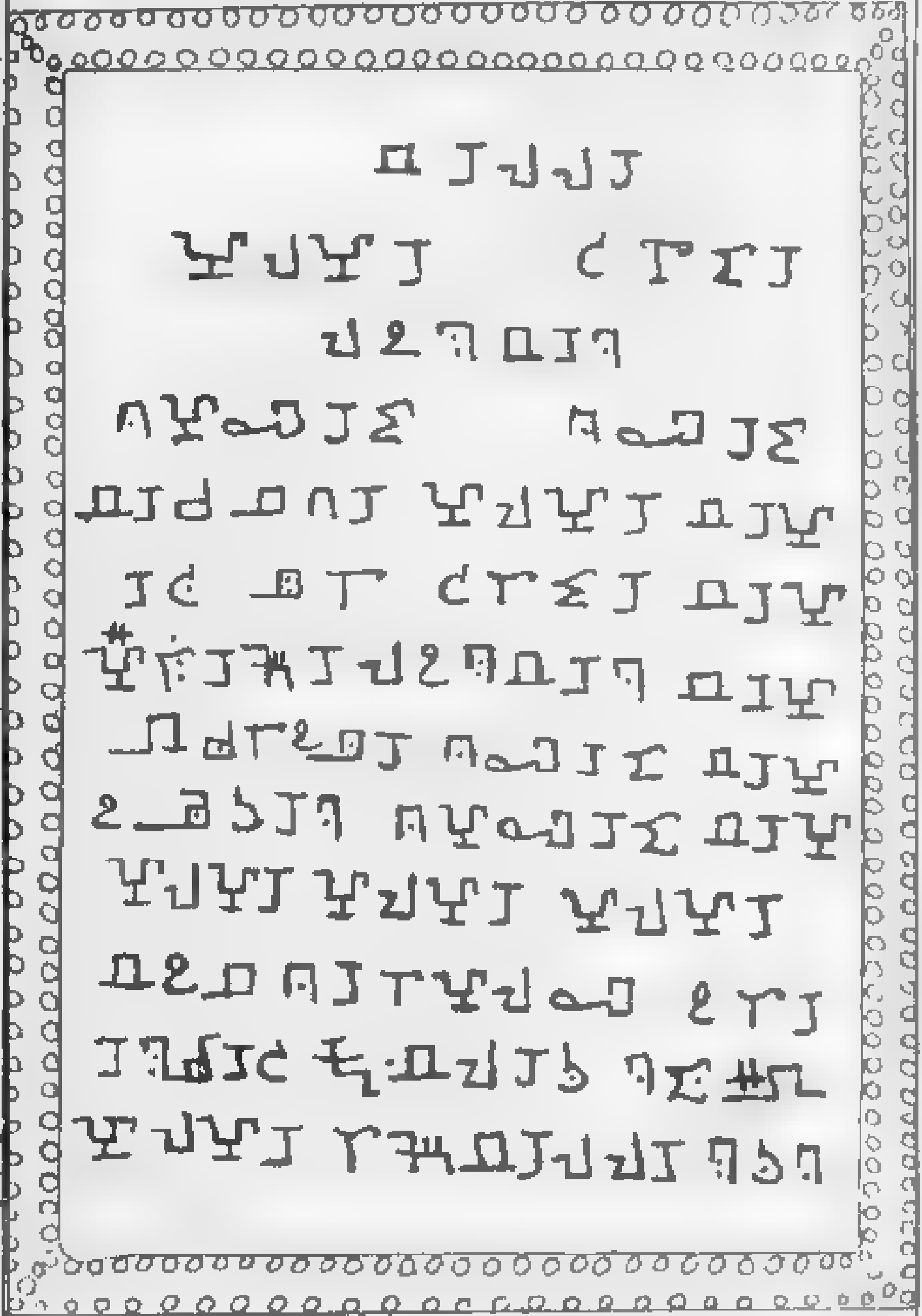

منقول از رسالہ "تحقیقات غریبہ" مؤلف ابوالحسن شیرازی طبع سوم صفحہ ۲۱ اور Wounder full Stories of Islam مصنف کرنل پی۔ سی اپلے لندن صفحہ ۳۳۴۔

کئی ماہ کی دیدہ ریزی دماغ سوزی، کاوش شدیدہ اور محنت شاقہ کے بعد یہ راز کھلا کہ یہ ایک مقدس لوح ہے جو لوح سلیمانی کہلاتی ہے۔ اور اس پر جو الفاظ منقش ہیں وہ قدیم عبرانی زبان کے ہیں جو زبور اور غزل الغزلات میں استعمال ہوتے تھے۔

ماہرین کی مساعی بار آور ہوئیں اور ۲۱ جنوری ۱۹۲۰ء کی صبح کو وہ اس صدیوں کے سر مکنون اور راز مکتوم کو منکشف کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

لوح مقدسہ کے الفاظ مع ترجمہ یہ ہیں

ΩJJJJ (ھُو) CΓEJ (الحمد) VJVJ (اللہ)

(یا متزل) ΩJV VJVJ (حاسن) ΩJ ΩJdΩ (حاسین)

یاہ ایل الصمد (یا الٰہ! میری مدد کر)

ΩJV CΓEJ JdΩΓ

یاہ احد مقتدا (یا احد مدد)

ΩJV JEΩΩJΠ QiJ٦J

یاہ یامتزل لاشی (یا متزل نگاہ رکھو)

ΩJV ΠΩJJE JΩETΩJ

یاہ حسن احسن ملکم (یا حسن کرم فرما)

ΩJV ΠVJJE EΩbJΠ

یاہ حاسین بارنو (یا حسین خوش کر)

VJVJ VJVJ VJVJ

ایل ایل ایل (یا الٰی - یا الٰی - یا الٰی)

CTJ ΠJΓVJJ ΩCΩ ΩJJbΠEJ

JΠ.ΩJC

اموسلیمان صورہ عشُضب زالعلا داتنا دیسلیمانؔ ابنی پانچوں

سے (یاد کرو اسے)

VJ.VJ T7m DJJJ767

مذت اللہ کمر ایلی (اور طرزی قرت ملی ہے)

لو جناب 'چاندی کی لوح کے الفاظ کا محقق ہونا اور ماہرین کی تحقیقات کا پتہ کمیٹی تک پہنچنا تھا کہ احمدؐ اور علیؑ اور بتولؑ اور حسنؑ و حسینؑ کے اسمائے مبارک پڑھ کر ارکان کمیٹی کی آنکھیں کھل گئیں۔ ایک نے دوسرے کو دیکھا اور دوسرے نے تیسرے کی طرف چشم حیرت پھیری۔ اور فیصلہ یہ ہوا کہ اس پاک لوح کو برٹش امپیریل میوزیم (شاہی عجائب خانہ) کی زینت بنایا جائے۔ لیکن جونہی انگلستان کے لاٹ پادری Lord Bishop کے پردہ گوش سے یہ خبر ٹکرائی اور اسکو تحقیقات کی تفصیل معلوم ہوئی تو اس کے پاؤں تلے کی زمین سرک گئی اور یکم مارچ ۱۹۲۳ء کو ایک خفیہ حکم نامہ تحریر کیا جس کا ملخص یہ ہے

اگر اس لوح کو کسی میوزیم یا ایسے مقام پر رکھا گیا جہاں عوام و خواص کی آمد و رفت رہتی ہو تو مسیحیت کی بنیادیں متزلزل ہو جائیں گی اور عیسائیت کا جنازہ خود ان کے کندھوں پر اٹھ جائے گا۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ اس کو کلیسائے فرنگ کے خفیہ مخصوص کمرہ Secret churh Room میں رکھا جائے۔ جہاں اسقف اور اس کے رازداروں کے سوا کسی کی نگاہ ہی نہ پڑ سکے۔ چنانچہ جب سے آج تک یہ لوح اسی مخصوص کمرے میں پانچ نفوس مطہرہ کا نور پھیلا

رہی ہے۔(۱)

لیکن کسی دانا نے "دیوار ہم گوش دارد" غلط نہیں کہا ہے جس بات کو اتفاقاً تمام سے تمام پردے میں لپیٹنے کی کوشش کی جائے وہ کسی نہ کسی ذریعہ سے ظاہر ہو کر رہتی ہے۔ دیکھئے الواح موصوف کی تحقیق مکمل ہونے کے بعد جو اسراری گفت و شنید ماہرین اور محققین کے درمیان ہوئی وہ در و دیوار نے سنی، وہ باغ و بہار نے سنی وحش و طیر نے سنی، باد و آب نے سنی اور ہوتے ہوتے نسیم سحر اور شمیم گلشن کی طرح متعدد افراد تک پہنچ گئی اس لیے کہ کسی کی مجال نہیں کہ وہ محمدؐ اور علیؑ کے رحمانی نور کو پھیلنے سے روکے۔ کسی کی طاقت نہیں کہ وہ نفوس قدسیہ خمسہ کے روشن چراغوں کو کفر کی پھونکوں سے بجھا سکے۔

۱) [illegible] دیکھئے [illegible] ۳۳۹ [illegible] رسالہ تحقیقات [illegible] صفحہ ۲۱ تا ۲۳۔

(نوٹ) [illegible] میں تبدیلیاں ہوتی رہیں [illegible] دیکھے جا سکتے ہیں جن کی اشکال یہ ہیں

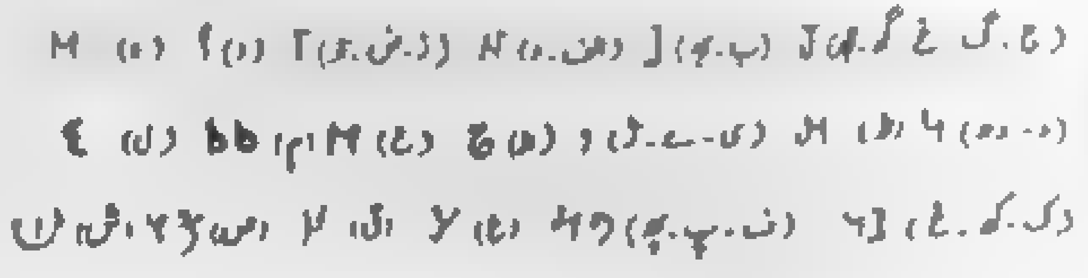

[illegible] ۱۹۹۵ ۲۔ [illegible] صفحہ ۲۱۱

۳۔ [illegible] صفحہ ۵۳

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَ اللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ
وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ (۸)

یہ لوگ اپنے منہ سے (پھونک مار کر) خدا کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں حالانکہ خدا اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا اگرچہ کفار برا (کیوں نہ) مانیں۔

ہاں تو لیجئے! اس وقت اس لوح مقدس کی نسبت لوگوں میں جو چہ مگوئیاں شروع ہوئیں ان کا ایک ہلکا سا نمونہ دیکھئے

ٹامس ارے ولیم! تو نے وہ چاندی کی تختی والی خبر سنی!

ولیم جی ہاں سنی اور حیرت واستعجاب سے انگلیاں چبا کر سنی۔

ٹامس پھر تم نے کیا رائے قائم کی؟

ولیم: یہ بڑا پیچیدہ مسئلہ ہے ٹامس۔ ہمارے مذہبی راہنماؤں کی رائے کچھ بھی ہو، مگر میں تو .....

ٹامس۔ ہاں ہاں کہو! تم رک کیوں گئے۔ ہر شخص کو اپنے ضمیر کی آزادی حاصل ہے۔ اور پھر یہ کوئی باغیانہ سیاسی مسئلہ تھوڑا ہی ہے کہ باز پرس اور گرفتاری کا خوف ہو۔ ہاں بولو اور بے تکلف بولو!

ولیم بھائی ٹامس! میرا ضمیر تو یہ کہتا ہے اسلام سچا دین ہے اور آخر وہی غالب آئیگا۔ ٹامس تم غور کرو کہ پچھلے پیغمبروں نے ہزاروں برس پہلے اس آنیوالے ختم المرسلین ؐ کی نہ صرف خبریں ہی دی ہیں بلکہ ان سے فریادیں بھی کیں ہیں اور امدادیں بھی چاہی ہیں۔ اور برا نہ مانو تو سچ کہہ دوں کہ ہماری بائبل میں بھی ایسی بہت سی پیشگوئیاں موجود ہیں۔ جن

سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ محمدؐ آخری نبی ہیں اور علیؑ ان کے نائب ہیں۔ اور ان سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ بے مثال ولازوال اور عجیب وغریب فضائل ومراتب والی ہوگی اور......

ٹامس خوب! بہت خوب! واقعی صحیح کہہ رہے ہو اگر تعصب کی پٹی اتار کر دیکھا جائے تو سابقہ کتب سماوی یعنی زبور توریت اور انجیل سے سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے۔ پھر اسلامی تاریخ کو پڑھو۔ اس میں علیؑ اور حسینؑ کی شجاعت کے جو ہوشربا کارنامے درج ہیں۔ ان کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اندر خدائی طاقتیں بھی تھیں جو بشری طاقتوں سے بالاتر ہیں۔

ولیم یہی تو میں کہہ رہا تھا تاریخی واقعات غلط نہیں ہو سکتے دنیا نہیں مانتی تو نہ مانے۔ مگر ذات خدا خود ان کی مدح کر رہی ہے۔ میں نے بڑی مدت سے سن رکھا ہے کہ قرآن میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیتؑ کی بزرگی اور تقدیس کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اب ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ ہم کونسا راستہ اختیار کریں۔ مسیحیت کی لکیر پیٹتے رہیں یا تلاش حق کے لئے کسی اور میدان میں بھی ہاتھ پاؤں ماریں۔

ٹامس بھائی ولیم! تم مانو یا نہ مانو میں تو مسلمان ہو گیا۔ آج سے مجھے اسلام کے ان پنجتن پاکؑ کا بے دام غلام سمجھو جن کے مقدس نام چاندی کی اس تختی پر مرقوم ہیں۔

ولیم تو پھر دیر کیا ہے؟ چلو کسی اسلامی ملک میں چلیں اور کلمہ پڑھ لیں۔

ٹامس اچھا یہ بات ہے؟... کیا واقعی!

ولیم: جی ہاں! یقین کرو کہ میں تم سے پہلے یقین لا چکا ہوں مگر ہمیں کسی اسلامی ملک میں جانے کی ضرورت نہیں۔ ایران کے ایک مجتہد صاحب نیوکیسل میں آئے ہوئے ہیں۔ چلو ان کے پاس جا کر اسلام قبول کر لیں۔

یہ کہہ کر دونوں خوش نصیب نیوکیسل روانہ ہو گئے۔ اور مولانا حسن مجتبے تہرانی کی خدمت میں پہنچ کر دولت اسلام سے مالا مال ہوئے۔ ٹامس کا نام فضل حسین اور ولیم کا نام کرم حسین رکھا گیا۔ اس واقعہ کے دو سال بعد ۱۹۲۵ء میں یہ دونوں نیک بخت زیارت بیت اللہ اور زیارت کربلائے معلے سے بھی مشرف ہوئے۔

(ماخوذ از مسلم آؤٹ لک لنڈن ۳ دسمبر ۱۹۲۶ء و رسالہ اسلام دہلی فروری ۱۹۲۷ء)

داؤدؑ کی زبور اور سلیمانؑ کی غزل الغزلات کے قصے پرانے ہو چکے اور چاندی کی تختی والی کہانی بھی چالیس پینتالیس برس کی پرانی ہے۔ اس کو چھوڑیے اور ایک تازہ ترین تحقیق کی بات سنیئے

۱۹۵۱ء کی جولائی میں روسی ماہرین کی ایک ٹولی وادی قاف میں دیکھ بھال کر رہی تھی۔ غالباً کسی نئی کان کی تلاش میں مصروف تھی۔ کہ ایک مقام پر لکڑی کے چند بوسیدہ ٹکڑے نظر آئے گروپ آفیسر نے اس جگہ کو کریدنا شروع کیا۔ تو معلوم ہوا کہ بہت سی لکڑیاں سنگلاخ زمین میں دبی ہوئی ہیں۔ ماہرین نے چند سطحی علامات سے اندازہ کیا کہ یہ لکڑیاں کوئی غیر معمولی اور پوشیدہ راز اپنے اندر رکھتی ہیں انھوں نے اس مقام کی کھدائی نہایت توجہ سے کرائی۔ بہت

سی لکڑیاں اور کچھ دیگر اشیاء برآمد ہوئیں۔ لکڑی کی ایک مستطیل تعویذ نما لکڑی بھی دستیاب ہوئی۔ مگر ماہرین یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ باقی لکڑیاں تو مرورِ ایام سے بوسیدگی اور بھربھری اختیار کر چکی ہیں۔ لیکن ۱۴ انچ طول اور ۱۰ انچ عرض رکھنے والی یہ تختی امتدادی تغیرات سے محفوظ ہے۔ اور خفیف ارضی اثرات قبول کرنے کے سوا اس میں کوئی خستگی پیدا نہیں ہوئی۔ ۱۹۵۲ء کے آخر میں ماہرین نے اپنی تحقیقات کو جامۂ تکمیل پہنا کر یہ انکشاف کیا مذکورہ لکڑی حضرت نوحؑ کی اس معروف عام کشتی سے تعلق رکھتی ہے جو کوہ قاف کی ایک چوٹی جودی (۱) پر آ کر ٹھہری تھی۔ اور یہ تختی بھی جس پر کسی قدیم ترین زبان کے چند حروف کندہ ہیں اسی کشتی میں لگی ہوئی تھی۔

قارئین کرام اطمینان رکھئے تختی کے حروف انشاء اللہ پڑھے جائیں گے اور ان کا مطلب بھی چند صفحات کے بعد آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا۔ مگر تھوڑی دیر کے لئے کشتی کی لکڑیوں اور تختی کو یہیں چھوڑیئے اور چلئے حضرت نوحؑ کے زمانہ کی طرف۔

آٹھ نو سو سال کا بزرگ شارعِ عام کی ایک نکڑ پر کشتی بنا رہا ہے۔ وہ قوم کو سینکڑوں برس دعوت دیتا رہا "یا قوم انی لکم نذیر مبین" لوگو میں تمہیں ڈرانے

(۱) جدید ماہرین آثار قدیمہ، مورخین اور محققین نے بدلائل واضح کیا ہے کہ مشہور تصوراتی "پرستان" والا کوہ قاف روس میں واقع ہے۔ اور اس کا بلند ترین حصہ کوہ جودی کہلاتا ہے۔ اس کی تفصیل متعدد کتب تواریخ میں مذکور ہے (محمود)

اور آخرت کا خوف دلانے آیا ہوں۔ " ان اعبدوا اللہ و اتقوہ "پس اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈر کر پرہیزگار بن جاؤ۔ لیکن سنگدل قوم ذرا نہ پسیجی اور خدائی پیغام اور خدائی وعید کا کوئی اثر قبول کرنے کی بجائے الٹا تمسخر کرتی اور طرح طرح کے ظلم توڑتی رہی۔ آخر تنگ آکر اس بزرگ نے " رب لا تذر " کے مہیب الفاظ میں بددعا کی کہ الٰہی ایسا طوفان نازل فرما اور ایسے سیلاب کو عذاب مہین کا جامہ پہنا کہ ان کافروں میں سے ایک بھی بچ کر نہ نکل سکے۔

ہاں! یہی ہے نوح جو بڑی تیزی سے کشتی بنانے میں مصروف ہے۔ وہ کبھی تختیاں جوڑتا ہے اور کبھی میخیں لگاتا ہے وہ کبھی آہ وزاری بھی کرتا ہے اور آنسو پونچھتے ہوئے کچھ پڑھتا بھی جاتا ہے۔ ذرا کان لگا کر سنیئے کہ کیا کہہ رہا ہے وہ

اللهم احفظني برحمتك	خداوندا! اپنی رحمت کے ذریعے مجھے محفوظ رکھ!
اللهم نجني وعافني	الٰہی! مجھے نجات دے اور عافیت بخش!
اللهم افتح لي ابواب فضلك	اللہ میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول
وبحق نبيك الآخر	دے۔ اپنے آخری نبی کے وسیلے سے۔
وبحق امامك الاول	اپنے پہلے امام کے وسیلے سے۔
اسمه المعظم ايلياء	جس کا بزرگ نام ایلیا ہے۔
وبحق سيد العالمين	دونوں جہانوں کے سردار کے وسیلے سے۔
وبحق الشهيدين	دونوں شہیدوں کے وسیلے سے۔
وبحق الصبي المعصوم	اس معصوم بچے کے وسیلے سے۔
الذي تقطع عنقه بالرمي	جس کی گردن تیر سے زخمی کی جائے گی۔
وبحق المطهرة	اس پاک بی بی کے وسیلے سے

لا یوب لہ سرامسہا — جس کے سر پر کوئی کیڑا نہ رہیگا۔

بوسیلۃ جمیع المعصومین — تمام معصوموں اور مظلوموں اور

المظلومین المقدسین (۱) — پاک ہستیوں کے وسیلے سے۔

وہ جس درد اور تضرع سے دعا مانگ رہا ہے اور جس غم والم سے فریاد کر رہا ہے۔ اس کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی۔ پڑھتا ہے اور روتا ہے، روتا ہے اور پڑھتا ہے۔ ہاں! وہ کشتی بنا رہا ہے لوگ اس کے قریب سے گزرتے ہیں۔ اسے کشتی بناتے دیکھتے ہیں اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اور اس پر آوازے کستے ہوئے کہتے ہیں۔

ہونہہ! دیکھو نا اس بڈھے کھوسٹ کو زیادہ عمر پانے سے شاید عقل ماری گئی ہے اس کی کہ سودائیوں کی طرح چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ لوگو! توبہ کرو اور بتوں کی پوجا چھوڑ دو۔ ورنہ طوفان آنیوالا ہے اور سیلاب تمہیں غرق کر دے گا۔ اف کتنا جھوٹ ہے۔ بارہ برس ہو گئے۔ آسمان پر بدلی تک نہیں دیکھی۔ زمین بارش کے ایک ایک قطرے کو ترس رہی ہے اور یہ کہتا ہے کہ سیلاب آئے گا۔ طوفان آئے گا اور خلقت تباہ ہو جائے گی۔ ہے نا سفید جھوٹ۔

اور نوح اپنے کام میں مگن اپنی دعاؤں میں مصروف کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

ایک مکان میں تنور جل رہا ہے، عورتیں روٹیاں لگا رہی ہیں وہ روٹیاں لگاتی جاتی ہیں اور نوح کی کہانی چھیڑتی جاتی ہیں۔ اری بہن کیا ہو گیا اس بڈھے کے

(۱) بروایت تحقیق متیق مولفہ ابن سراج الصالحی مطبوعہ بغداد۔ کتاب العجائب مصنفہ عبدالجبار مقرانی العراق۔ در تحقیق مولفہ محمد قدیر معصوی۔ انوار لامعہ مصنفہ مہدی مطبوعہ ایران۔ کتاب آثار الغریب مصنفہ ابو الفتح رمانی۔ ... مطبوعہ مصر یرۃ المرسلین مولفہ محمد کبیر خان شیرازی مطبوعہ ایران

دماغ خراب ہو گیا ہے۔ ہم کو بت پرستی سے روکتا ہے۔ اور یہ ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے کہ ایک خدا کو مانو ورنہ غرق ہو جاؤ گے۔ تو کیا ہم اس کے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں اپنے ود یغوث یعوق نسر اور آساف(۱) کو توڑ دیں۔

شیطان کی بیٹیوں نے نوحؑ کی خوب نقلیں اتاریں اور منہ بنا بنا کر زور زور سے قہقہے لگائے۔

قہقہوں کی گونج ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ جلتا ہوا تنور زور سے پھٹ اور پانی کا ایک دھارا شدت سے پھوٹ کر بہنے لگا۔ حق کی غیرت جوش میں آئی۔ سیلاب دنیا والوں کو اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا۔ مخلوق ڈوبتی جا رہی تھی اور نوحؑ [illegible] یا رسی ورب [illegible] الا [illegible] محمد [illegible] ما ہی امام الدین [illegible] کشتی میں اپنے رفقائے خاص کے ساتھ سوار ہو رہے ہے۔ کشتی تیر رہی تھی اور پانی سے بلند ہو کر گناہوں کی دنیا اور اس کی پُر معاصی مخلوق کی غرقابی کا تماشا دیکھ رہے تھے کہ اہل بیت کا مسئلہ سامنے آ گیا۔

خدائے عادل نے اپنے نوحؑ نبی سے وعدہ فرمایا تھا کہ میں تیرے اہل کو بچاؤں گا۔ ایک مقام پر کوئی انسانی سر پانی سے ابھرا۔ اور دردناک چیخ کے ساتھ آواز آئی ابا جان! مجھے بچا لیجئے! شفقت پدری غالب آئی۔ نوحؑ نے اپنے بیٹے کا بازو پکڑنے کو ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ حکم الٰہی نے وہیں کا وہیں روک دیا یہ کہہ کر کہ اے نوحؑ! خبردار اسے مت پکڑ۔ یہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے۔ کمبخت عمر بھر تیری تکذیب و تنقیص کرتا رہا اور تجھ سے اور تیرے رفیقوں سے دشمنی کرتا رہا۔ اب کہتا ہے کہ مجھے بچا لو [illegible] دیکھ تیرے اہل وہ [illegible] اور صرف وہ ہیں جو کشتی میں تیرے ساتھ ہیں اور جو بتدا

(۱) [illegible] قوموں کی یہ چار [illegible] قرآن کریم میں ان کا تفصیلی حال درج ہے۔

سے ہی تیرے تربیت یافتہ اور سچے اطاعت گزار چلے آرہے ہیں۔

محمد رسول اللہؐ کے اہل بیتؑ کی شان اور منصب سے بیگانہ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں اور فلاں بھی تو رسولؐ کے تعلق دار تھے۔ قریبی رشتہ دار تھے پھر انھیں کیوں اہل بیت نبوی میں شامل نہیں کیا جاتا؟ اور کیوں ان کے نام اغیار کی فہرست میں درج کیے جاتے ہیں۔ اس اعتراض کا جواب خود معترضین کو سوچنا چاہیے کہ رسولؐ کے "ذوی القربیٰ" بننے کے لئے ایک شرط بحکم تطہیر ابھی تو تھی۔ جو نجرانی مباہلہ میں پوری ہو چکی۔ اور جس جس کو اہل بیتؑ میں شریک ہونا تھا اس وقت شامل ہو چکا۔ پھر گنجائش کہاں رہی کہ زید، عمر، بکر وغیرہ کو بھی زبردستی اہل بیت میں سمجھ لیا جائے۔

ہاں! پیغمبر اعظمؐ نے یہ ضرور فرمایا کہ "مثل اهل بيتى كمثل سفينة نوح من دخلها نجى" میرے اہل بیتؑ کی مثال کشتی نوحؑ کی مانند ہے کہ جو اس میں داخل ہوا اور کماحقہ اطاعت کی وہ نجات پا گیا۔

نوحؑ کی کشتی عالم نسیان وعدوان اور اس کی عبرتناک سزایابیوں کے منظر دیکھتی ہوئی بالآخر مقام معینہ پر پہنچی۔ اللہ کا نبی اپنے ساتھیوں سمیت کشتی سے نیچے اترا۔ اس نے تشکر و امتنان کے طور پر نفل ادا کیے اور حمد و ثنا کہتا ہوا یوں لب کشا ہوا!

انی احامد المهم لا عد	میں تیری بے حساب تعریف کرتا ہوں
انی شکراك لا عدد	پروردگار تیرا بے شمار شکر ہے۔
خلصتنی بعذاب الاشد	تو نے مجھے شدید عذاب سے بچایا۔
واشکر رسولك الاحمد	اور تیرے رسول احمد کا بھی شکر گزار ہوں
والاليا من اسعد	اور اس ایلیا کا بھی شکریہ جس نے مدد فرمائی۔
من فی بیتك ولد	وہی ایلیا جو تیرے گھر میں جنم لے گا۔

و بنت محمد — اور تیرے نبی محمد کی بیٹی کا بھی شکریہ۔

ـ هم من امدد — اور انکے دونوں بیٹوں کا بھی مشکور ہوں جنھوں نے میری امداد کی۔

اس بات کو سینکڑوں نہیں ہزاروں برس بیت گئے۔ کسی کو یاد بھی نہیں رہا کہ نوح کی کشتی کہاں ٹھہری تھی۔ قاف کہاں ہے اور جودی کہاں ہے۔ مگر وہ قادر قدیر جس نے اپنے محبوب کو " ورفعنا لك ذكرك " کی بشارت دیکر اہلِ عالم کو آگاہ کر دیا ہے۔ کہ محمدؐ و آل محمدؐ کا اسم معظم ہمیشہ بلند ہوتا رہیگا۔ اسی مسبب الاسباب نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ نفوس قدسیہ کے اسمائے گرامی ایک دفعہ پھر اپنے اعجاز و کرامات اور اپنی رفعت و علویت کے ساتھ ابھریں اور اسی ملک میں ابھریں جو ہستیٔ باری تعالیٰ کا منکر ہے۔ ان زبانوں پر ان کا ذکر پاک آئے جو اپنے خالق کا نام لینے سے بھی عاری ہیں

اللهم صل علی محمد و ال محمد

ہاں ! تو یہ بات چل رہی تھی روس کی تازہ ترین تحقیقات اور جدید ترین انکشاف کی سو اس تفصیل کا اجمال یہ ہے کہ جب یہ تحقیق ہو چکی کہ قاف سے برآمد ہونے والی لکڑیاں واقعی کشتی نوح کی ہیں تو اب یہ امر تشنہ تدقیق رہ گیا کہ پراسرار چوبی تختی اور اس پر لکھے ہوئے حروف کی کیا حقیقت ہے۔

روس کی سوویت حکومت کے زیر اہتمام اس کے ریسرچنگ ڈیپارٹمنٹ نے مذورہ تختی کی تحقیق کے لئے ماہرین آثار قدیمہ کا ایک بورڈ قائم کیا۔ جس نے ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء کو اپنا کام شروع کر دیا اس بورڈ کے اراکین مندرجہ ذیل تھے۔

(۱) سولے نوف پروفیسر ماسکو یونیورسٹی شعبہ لسانیات
(۲) ایفاہان خنیو۔ ماہر السنہ قدیمہ لولوہان کالج چائنا
(۳) میشان لو۔ فارنگ۔ افسر اعلیٰ آثار قدیمہ

(۴) تانمول گوروف... ...استاد لسانیات کیفز دکالج
(۵) ڈی۔ راکن ۔ ماہر آثار قدیمہ...... پروفیسر اکن انسٹی ٹیوٹ
(٦) ایم احمد کولاڈ ناظم زنکومن ریسرچ ایسوی ایشن
(۷) میجر کولٹوف...... نگران دفتر تحقیقات متعلقہ اسٹالین کالج۔

چنانچہ ساتوں ماہرین نے اپنی تحقیقات پر پورے آٹھ مہینے صرف کرنے کے بعد پراسرار تختی کے متعلق یہ انکشاف کیا کہ جس لکڑی سے نوح کی کشتی تیار ہوئی تھی۔ اسی لکڑی سے یہ تختی بھی بنائی گئی تھی اور نوح نے اس کو اپنی کشتی میں تبرک و تقدیس کے طور پر حصول امن و عافیت اور ازدیاد برکت و رحمت کے لئے لگایا تھا۔ موصوف تختی کے درمیان ایک پنجہ نما تصویر ہے۔ جس پر قدیم سامانی (۱) زبان میں ایک مختصر سی عبارت اور کچھ متبرک نام مرقوم ہیں جن کی شکل و صورت یہ ہے

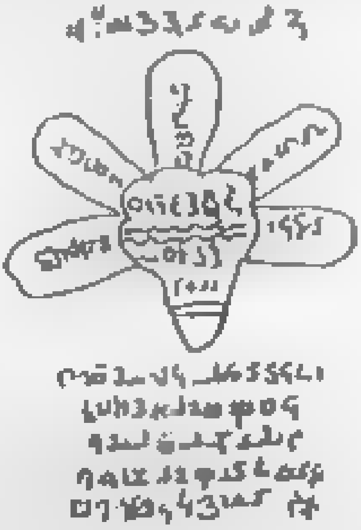

(۱) اس طوفان نوح میں اور پھر اس کے بعد چند ادوار میں جو زبانیں رائج تھیں ان کو سامی یا سامانی زبانیں کہا جاتا ہے۔ چنانچہ عربی، سریانی، قبطی، عبرانی وغیرہ سامانی ہی کی شاخیں ہیں۔ جناب سام ثانی نوح کی ۱۱۰۱ میں وہ ان کے دور کار کے سلسلے جہاں جہاں پہنچے وہیں وہاں کی زبانوں نے معمولی تصرف و تکلف کے ساتھ نیا روپ دھارا۔ وہ ترقی کرتے کرتے کہیں کی کہیں پہنچ گئیں۔ مورخین، محققین نے یہاں تک دریافت کیا ہے کہ ترکی، ایرانی، ہندی، پراکرتی وغیرہ بھی سامانی سے ہی نکلی ہیں قطع نظر اس سے کہ عربی اور سنسکرت کو قدیم ترین زبانیں ہونے کا دعویٰ ہے اور ادھر برطانوی ماہرین انگریزی زبان کو (Head of the Languages) زبانوں کی ماں کہہ رہے ہیں۔ بہرکیف قدیم سامانی اکثر زبانوں کا منبع اور مصدر ہے اور اس رسم الخط میں تبدیل ہو کر عجیب و غریب شکلیں اختیار کر رہا ہے۔

لوح للمقدس الخشب يتعلق بفلك النوح

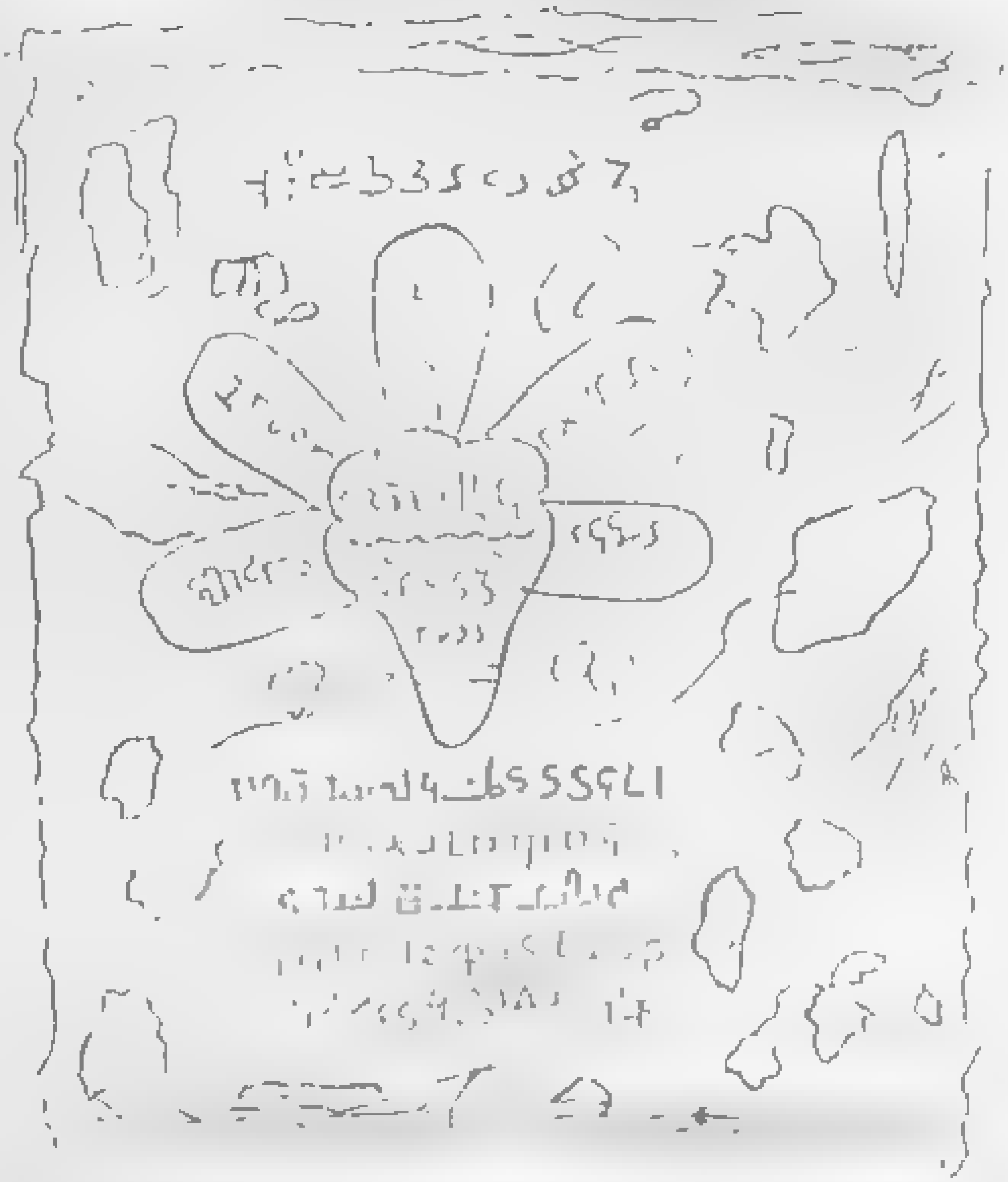

... ۱۹۰۳ء سے نقل کی گئی۔ مقام لاہور

... 1903 ... MIRROR ...

TAGAIIEHOG

13/8/54 ـ ...

15/8/53 محمود گیلانی

روسی (۱) ماہرین نے ان حروف کو آٹھ ماہ کی دماغی کاوش اور مغز ماری کے بعد بمشکل تمام پڑھا اور ان کے تلفظ کو روسی زبان میں یوں منتقل کیا۔

AOFNAT EEJTĀTAM		انفتاہ ایلاھسم	(اوپر کے حروف (۱)۔
bIKJT OEA*		ای قل بیدج	(نیچے کے درمیانی (۱)۔
ФOPEAGOH	فوریگ ین	ZYQU	زی شاؤ
MOTAMEДA	محمدا		(نیچے کے دائیں سے بائیں (۱)۔
AEJT bIAT	ایلیاہ	YOOPA	ششبر ۱۳
YOOBIPA	ششبیرا	ФADIM	فاطم
TCEOMAOÜNAФECŌ		غفیومابیون امیقو	(نچلے حروف (۱)۔
AOTCAAbIMAZUHET		ابحکار کمانز نہ	
TJTAJTAbbIYŌP		تتدل بلی غور	
XETBAPÜbbITAЧ		نصر دلی ھاش	
KOQAEAEECŌJTM		کوئی ک یشولہ	

(۱) ... بحوالہ TAФADEHSS ... ۱۹۵۳ء ... 'weekly mirror' ... ۱۹۵۳ء
لندن۔ روزنامہ "الہدیٰ" قاہرہ ۱۲ مارچ ۱۹۵۳ء
(۲) روسی رسم الخط کے تقریباً ... حروف انگریزی حروف سے جدا گانہ ہیں اور وہ یہ ہیں۔ ملاحظہ

G(S) ‡(J) T(H) bI(I) JT(L) Ӿ(H) ϭ(B) Ꮶ(C) Д(D) Ф(F)
Ō(Q) П(P) Р(R) Ь T) D(A) Ʒ(Z) Ч(SH)

مسٹر این۔ الیف۔ ماکس ماہر السنہ قدیمہ برطانیہ (مانچسٹر انگلینڈ) نے ان الفاظ کا انگریزی میں ترجمہ یوں کیا ہے(۱)

O my God my Helper.	اے میرے خدا میرے مددگار
Keep my hand with mercy.	اپنے رحم و کرم سے میرا ہاتھ پکڑ
And with your Holy Bodies.	اور اپنے مقدس نفوس کے طفیل
Muhammad	محمد ﷺ
Alia	ایلیاء
Shabbar	شبر
Shabbir	شبیر
Fatima	فاطمہ

They are all biggest andHonourable.

یہ تمام عظیم ترین اور واجب الاحترام ہیں

The world Established for them.

دنیا ان ہی کے لئے قائم ہے

Help me by their names.you can reform to right.

ان کے ناموں کی بدولت میری مدد کر۔ تو ہی سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرنے والا ہے۔

(۱) ماہنامہ اشارہ دی ہرکی سے نیا "ماہ جنوری ۱۹۵۳، مطبوعہ لندن۔ اخبار "سن لائٹ" مانچسٹر ۲۳ فروری ۱۹۵۳ء ... "ویکلی مرر" لندن یکم جنوری ۱۹۵۴ لندن

القصہ جب یہ عبارت منظر عام پر آئی تو ملاحدہ وزنادقہ اور کفار ومنکرین کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور انہیں شدید حیرت میں مبتلا اس بات نے کیا کہ کشتی کی تمام لکڑیاں خوردہ و بوسیدہ حالت میں برآمد ہوئیں مگر نقوش قدسیہ خمسہ کے اسمائے پاک والی یہ تختی ہزار ہا سال گزرنے پر بھی محفوظ رہی۔ اور تغیرات ازمنہ اس کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکے۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔ یہ تختی روس کے مرکز آثار و تحقیقات (ماسکو) میں حفاظت سے رکھی ہوئی ہے۔

مہاتما بدھ کا نام نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ وہ ایک والی ریاست کے فرزند ارجمند تھے۔ ان کی ابتدائی زندگی اور پھر اعلیٰ مہاتمائی وغیرہ سے مختلف کتب تواریخ میں مختلف روایات ملتی ہیں جن میں مشہور عام قصہ یہ ہے کہ

جوتشیوں نے ان کے والد سے کہہ دیا تھا کہ راجہ! جو لڑکا تمہارے ہاں پیدا ہونے والا ہے وہ شباب سے پہلے سادھو اور جوگی بن کر جنگل میں رہائش اختیار کرے گا۔ وراثت کا تاج کو تیاگ کر دنیا سے بے تعلق ہو جائے گا۔ تم اس کو جوان ہونے تک شاہی محلوں میں ہی رکھنا۔ اور اس کی تعلیم وتربیت کا انتظام بھی محلات میں ہی کیجئے گا۔ چنانچہ بدھ نے جنم لیا تو نجومیوں کی ہدایات پر عمل کیا گیا محلات میں ان کی تربیت ہوتی رہی۔ اور ان کو ایک قابل ترین اتالیق کی نگرانی میں دے دیا گیا۔

بدھ جی جوان ہوئے تو انکی شادی بھی کر دی گئی۔ مگر اس بات کی سخت احتیاط رکھی گئی کہ باہر کی ہوا ان کے قریب سے بھی نہ گزرنے پائے۔ اور وہ کوئی بیرونی منظر نہ دیکھ سکیں۔ آخر ایک دن وہ باپ سے اجازت لے کر اپنے استاد کے ساتھ نکلے تو سب سے پہلے ایک ضعیف العمر آدمی لاٹھی کے سہارے چلتا دکھائی دیا۔ بدھ نے استاد سے پوچھا یہ کون ہے اور اس حالت میں کیوں ہے؟ استاد نے کہا ہر انسان کو

بچپن سے جوان اور جوان سے بوڑھا ہونا پڑتا ہے۔ اور پھر وہ کمزور ہو کر لاٹھی کے سہارے چلنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

ذرا اور آگے بڑھے تو ایک شخص درد و تکلیف سے کراہ رہا تھا۔ بدھ نے اس کی کیفیت پوچھی۔ تو جواب ملا کہ ہر شخص کو اپنی زندگی میں بیمار بھی ہونا پڑتا ہے۔ اس سے آگے چلے تو ایک جنازہ نظر آیا۔ جس کے ساتھ لوگ روتے پیٹتے جا رہے تھے۔ بدھ نے اس کا حال دریافت کیا تو انہیں بتایا گیا کہ ہر آدمی آخر کار اپنی عمر گزار کر مر جائے گا۔ یہ شخص بھی مر چکا ہے اب اسے دفن کر دیں گے یا جلا دیں گے۔ پس اس قسم کے چند عبرت ناک مناظر دیکھ کر بدھ جی نے دنیاوی جاہ و حشم کو خیر باد کہہ دیا اور وہیں سے جنگل میں جا کر گیان دھیان میں لگ گئے۔

لیکن مذکورہ واقعات کو اگر حقائق کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ ساری داستان خود ساختہ اور بعید از عقل و قیاس معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جناب بدھ ایک شہزادے کے بیٹے تھے۔ بالفرض اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ ان کے عقلمند باپ نے محض نجومیوں کے کہنے پر اپنے نور نظر کو طویل "قید تنہائی" دے دی تھی اور ایک سنگین مجرم کی طرح انہیں کال کوٹھڑی میں بند کر دیا تھا۔ جبکہ یہ بات فہم و ادراک سے بالاتر ہے کہ کیا اٹھارہ بیس برس کے تعلیمی کورس میں بدھ نے ایک مرتبہ بھی بوڑھا ہونے، بیمار پڑنے اور مرنے کا نام نہیں پڑھا یا سنا تھا۔

حقائق پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش نہ کی جائے تو اصل حالات کو سامنے آتے دیر نہ لگے گی۔ اور مہاتما جی کی روح خود زبان سے بول اٹھے گی

نہ سنتے تم جو غیروں کی زبانی
بڑی دلچسپ تھی میری کہانی

بدھ جی کے درویش ہونے کا حقیقی واقعہ اگر ہم سنائیں گے تو ممکن ہے کسی کو اس پر یقین نہ آئے۔ آپ یہ واقعہ بدھ ودیا کے ایک گیانی شاستری ہی کی زبان سے سنئے۔ مسٹر ایل کے بھنا گر ایم اے۔ آئی۔ ای۔ ایس اپنی تصنیف ''بودھیا چمتکار'' مطبوعہ ادنکار پستکالیہ کانپور ۱۹۲۷ء میں لکھتے ہیں

شری مہاتما بدھ جی مہاراج کی اہنسا اور جیون رکھشا (جانوروں کی حفاظت)، سادھونت (فقیری درویشی) اور ویدانت (اتحاد مذاہب) اور ان کی من پرکاشیا (روشن ضمیری) اور یوگ (محویت ریاضت عبادت) جوگ اور دوسرے آتمیہ (روحانی انقلاب) کایا کلپی کتھاون (واقعات قصے کہانیاں) کی نوجوان (بنیاد) کی ودیا (علم وعرفان) اور ان کے شاستروں (کتب علم مذہبی) سے ملتی ہے صرف یہ ہے کہ ایک دن شری پوجیہ (قابل پرستش) پادمہاجی اپنے محل میں سوئے ہوئے تھے کہ ایکدم چیخ کر اٹھ بیٹھے۔ ان کے نینوں سے آنسوؤں کی بڑی بڑی لڑیاں لٹک رہی تھیں اور وہ کسی بڑے ہی دکھ اور کلیش (رنج والم) میں دکھائی دے رہے تھے۔ ان کی چیخ سن کر ان کا ویند (وزیر تعلیم یا اتالیق اعلی) یا منتری بھی چونک کر اٹھ بیٹھا جو ان کے پاس ہی نندیا (نیند سونا) کر رہا تھا اس نے بڑے پریم سے تھاپنا دے کر پوچھا۔ راجکمار جی کیا ہوا آپکو کیا کوئی بھیانک سپنا (خوفناک خواب) دیکھا ہے؟ کیا کسی چیز سے ڈر لگا ہے؟ مہاتما جی نے

ٹھنڈی آہ بھر کر کہا کچھ نہیں منتری جی! دیکھا تو سپنا ہے مگر سپنا نہیں کچھ اور ہے۔ ہاں! کچھ اور ہے۔ منتری نے ان کے سیوا کی بڑی بنتی (گزارش) کی تب مہاتما جی نے کہا منتری جی تم جانتے ہو کہ میں دہارمک (مذہبی کتابیں) پستکیں بڑے غور سے پڑھتا ہوں اور دھرموں کے بکھیڑوں کی چھان بین کرتا رہتا ہوں۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں ایشور بھگتی (خدا کی پرستش) کی بڑی اچھیا (خواہش طلب) رکھتا ہوں اور بھگوان کے چمتکار (خدا کا جلوہ معجزہ یا نظارہ) دیکھنے کے لئے جنگلوں اور بنوں میں چلا جاتا ہوں۔ اور آج کی کچھ نہ پوچھو! کسی پرم آتما (بہت بڑی روح) نے مجھے اشیرباد دی ہے کہ تمہاری تپسیا (عبادت) سپھل (بندگی کا قبول ہونا) ہوئی۔ جاؤ۔ میرے نام کی مالا جپو۔ جو چاہو گے مل جائے گا میرا نام آیا ہے۔ مجھے ملنا ہو تو میرا مکان پوتر استھان (مقدس مقام۔ کعبہ شریف) میں پھٹی ہوئی دیوار کے پاس ہے۔ میں وہاں تمہیں ایک بالک (۱) کے روپ میں ملوں گا۔ مگر وہ سمے (زمانہ۔ وقت) ابھی بہت دور ہے۔

حضرات غور فرمائے اور بدھ جی کے خواب پر بار بار نگاہ کیجئے کہ ان کی رویا کا ایک ایک لفظ اپنی ترجمانی آپ کر رہا ہے۔ مہاتما جی کے پرم آتما نے کتنے صاف

(۱) انجیل میں بھی نبی کو بچہ کہا گیا ہے۔ لکھا ہے میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کوئی خدا کی بادشاہی کو بچے کی طرح قبول نہ کرے۔ اس میں ہرگز داخل نہ ہوگا (مرقس، باب ۱۰ فقرہ ۱۵)

اور واضح الفاظ میں اپنا نام اور مقام ظاہر کیا ہے۔ آلیا یعنی علی جو عبرانی کے ایلیا یا ایلی کے مترادف ہے۔

پھر اس فقرہ پر توجہ کیجیے:

مجھے ملنا ہو تو میرا امکان پوترا استھان میں پھٹی ہوئی دیوار کے پاس ہے۔ وہاں میں تمہیں ایک "بالک" کے روپ میں ملوں گا۔

فرض کیجیے کہ پوترا استھان (پاک جگہ) اور بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کی نشانی یہ بتائی ہے کہ اس (کعبہ) کی دیوار پھٹے گی اور میں وہاں بالک کے روپ میں یعنی بچے کی صورت میں ملوں گا۔ کیسے صریح لفظوں میں حرم کے اندر ولادت پانے کا اظہار فرمایا گیا ہے۔

اب بھی اگر گماں ہو تو اس کا ہے کیا علاج

علاوہ بریں اپنا نام اور مقام بتانے کے ساتھ ہی ساتھ بدھ جی کو اپنے عظیم الشان مرتبہ سے بھی روشناس کروایا ہے۔ اور ہدایت فرمائی ہے

"میرے نام کی مالا جپو۔ جو چاہو گے مل جائے گا۔"

علی سے عقیدت اور تولی رکھنے والا کون نہیں جانتا کہ آپ ہر دکھ کی دوا اور ہر مشکل میں حاجت روا ہیں۔ اگر خلوص دل سے حضور کا دامن پکڑا جائے تو انشاءاللہ بلا تاخیر مشکل کشائی ہوتی ہے۔ اور مانگنے والے کو در علی سے سب کچھ ملتا ہے۔

بدھ جی نے اپنا خواب ابھی پوری طرح بیان نہیں کیا ہے۔ آگے چل کر وہ اپنے سپنے کا باقی حصہ یوں دوہراتے ہیں

منتری! یہ کہہ کر اس نے ایک چمکتی ہوئی تلوار نکالی

اور گرجدار آواز میں کہا۔ دیکھ! میں سنگھ (۱) ہوں۔ مجھے
پرمیشور (۲) نے سنگھ بنا کر بھیجا ہے۔ جو سنسار کو پاپوں اور
پرادھوں (۳) سے روک۔ من نے روگ بنا۔ ہرو سے (۴) کو ستھرا
کر۔ پرالبدھ (۵) ٹھیک ہو جائے گی۔ میرے مہاراج (۶)
آنیوالے ہیں ان کا کہنا مان۔ اور میرے مہاراج کے مہاراج
کا بھی۔ دیکھ! دیکھ میں تجھے اپنا نوا(۷)۔ اور چیدا(۸) بنا کر اس
ملک کی شودھن (۹) کے لئے بھیجتا ہوں۔ دھوکہ نہ کھانا۔ کبھی
کشٹ (۱۰) کٹھن آجائے تو میرا نام جپنا۔ میں پہنچ جاؤں گا۔

بدھ جی کے خواب کا یہ حصہ اور بھی قابل غور ہے۔ جناب آلیا۔ ایلی ان کو اپنی تلوار (ذوالفقار) دکھا رہے ہیں۔ اور پھر اپنا خطاب یا لقب بھی بتا دیا ہے۔ ''میں سنگھ ہوں پرمیشور نے مجھے سنگھ بنا کر بھیجا ہے۔'' یہ اسد اللہ الغالب یا شیر خدا کے ہم پلہ الفاظ ہیں۔ یعنی میں خدا کا شیر بن کر آیا ہوں۔ کوئی بتائے کہ علی کے سوا کون شیر خدا کہلایا۔ آدم سے لیکر آج تک کی تاریخ انشاءاللہ نفی میں سر ہلائے گی۔

اس سے اگلا فقرہ ملاحظہ فرمایئے۔

میرے مہاراج آنیوالے ہیں۔ ان کا کہنا مان اور میرے
مہاراج کے مہاراج کا بھی۔

اس فقرے میں جناب ایلیا نے بدھ جی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مژدہ سنایا اور کہا کہ ان کا ظہور کسی وقت ہونے والا ہے۔ وہ تمام بادشاہوں کے

(۱) شیر (۲) خدا (۳) جرموں اور گناہوں (۴) دل (۵) قسمت (۶) سب سے بڑے بادشاہ (۷) غلام (۸) مرید (۹) تربیت تصفیہ نفس (۱۰) مشکل مصیبت

ماننا ہوں گے۔ ان کی تعلیم پر چلنا پڑے گا۔ اور ان کے مہاراج خداوند قدوس کے احکام پر سر جھکانا ہوگا۔ (اس کی تفصیل آپ کو اگلی سطور میں ملے گی)۔

ذرا اس سے آگے بڑھیئے۔ حضرت ایلیا مہاتما بدھ سے فرماتے ہیں۔

میں تجھے اپنا گولا اور چیلہ بنا کر ملک کی شودھن کے لئے بھیجتا ہوں۔ دھوکہ نہ کھانا۔

یعنی میں نے تجھے اپنا غلام اور مرید بنا کر اس ملک کے تصفیہ و تزکیہ کے لئے مقرر کیا ہے۔ اور خبردار کیا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی اور شخص ایلیا بن کر تجھے دھوکا دے جائے۔ میرے اصلی اور حقیقی رنگ میں تمہارے سامنے آنے کی صرف اور صرف یہ علامت ہوگی کہ جب بھی کسی مشکل یا مصیبت میں یاد کرو گے تمہاری مدد کو فوراً پہنچ جاؤں گا۔

ایک اور لطیف نکتہ بھی قابل توجہ ہے کہ مہاتما بدھ جی کو اکثر ''ساکی متی'' بھی کہا جاتا ہے۔ لفظ ''ساکی'' کے معنی بھارت کی قدیم زبانیں سنسکرت، ہندی، بھاشا، ناگری، شاستھا، مرہٹی، مدراسی، گجراتی وغیرہم جو بھی کریں مگر ہم تو یہی سمجھیں گے کہ مذکورہ زبانیں چونکہ ''قاف قرشت'' سے محروم ہیں۔ اس لئے وہ اس کے بجائے کاف کا ہی استعمال کرتے ''ساقی'' کو ''ساکی'' لکھتی ہیں۔ پس بدھ جی کو بشارت دینے والے از بسکہ ایلیا ہیں۔ اور وہ ''ساقی کوثر'' بھی کہلاتے ہیں۔ لہٰذا ''ساکی متی'' کے معنی ہوئے۔ وہ راہنما(۱) جسے ساقی کوثر نے مقرر کیا ہے۔ کیونکہ اسی نے بدھ جی کو اپنا گولا

(۱) یوں صالحین اور ہدایت [illegible] سے ہر ملک و قوم میں رہبر بھیجے جاتے رہے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم سے بھی ثابت [illegible] قوم میں انسان اور ہدایت دینے والے مقرر ہوتے رہے [illegible] معلوم ہوگا کہ [illegible] ان کی تعلیمات [illegible] معبود بنائے گئے۔ العیاذ (محمود گیلانی)

اور چیلا بنا کر بھیجا تھا۔

نے پیروی قیس نہ فرہاد کریں گے۔ ہم طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے۔

اب سن لیجئے کہ بدھ جی ایک دفعہ سخت مشکلات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ایک تو جسمانی تکلیف باعث رنج و ملال ہوئی۔ دوسرے عوام کی مخالفت نے انھیں اور بھی پریشان کر دیا تھا۔ برہمنوں اور اونچی ذات کے پنڈتوں، پروہتوں وغیرہ نے تو ان سے خوب عداوت بڑھائی اس لئے کہ بدھ جی تعلیمات (توحید الٰہی، مساوات، اتحاد اقوام، رحم و کرم اور عدم تشدد وغیرہ) نے مخلوق خدا کا خون چوسنے والے خود ساختہ جھوٹے رہنمایان مذہب کے باطل واکاذیب کی بنیادیں ہلا دیں اور وہ اپنے سر پیٹتے رہ گئے۔ پس انھوں نے بدھ جی پر ظلم توڑنا شروع کر دیئے اور ان کے مشن کو ناکام بنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ بدھ کے لئے اس سے زیادہ اور کیا مصیبت ہو سکتی تھی؟ باوجودیکہ وہ دنیاوی تعلقات سے الگ ہو گئے تھے۔ اور عالم کون و فساد کی ہر شے کو تیاگ کر بن میں جوت لگائے اور الکھ جگائے مالک حقیقی کی یاد میں محو رہتے تھے۔ مگر شدید مخالفت اور بدترین عداوت سے انھیں دوچار ہونا پڑا۔ اس وقت انھوں نے یہ دعا فرمائی:

اے (۱) اپنے پیاروں کے پیارے۔ اے ایلیا اے سب پر
غالب (۲) آنیوالے آ۔ اور اپنا جلوہ دکھا۔ میری دستگیری کر۔
اے پرماتما (۳) کے شیر دنیا کی لومڑیاں مجھے کھانا چاہتی
ہیں۔ تجھے اس کی قسم جس کا تو دست و بازو (۴) ہے تجھے اس کی
قسم جس کی شکتی (۵) تیرے اندر ہے۔ میری مشکل کشائی کر تیرا

(۱) مقصود ہیں علی (۲) غالب علی کل غالب (۳) اسد اللہ (۴) اس سے مراد قوت اللہ اور

وعدہ ہے کہ مصیبت پر پہنچوں گا۔ اب امداد کا وقت ہے۔ آ
جلدی آ۔ ورنہ میں برباد ہو جاؤں گا۔ تیرا نام (۱) وہ ہے جو پرم
آتما کا ہے۔ آ کہ تجھے دیکھنا ہزاروں پرارتھنوں (۲) کے برابر
ہے تو بھگوان جی کا چہرہ ہے۔ میرے پیارے تو سب کچھ ہے
اور میں تیرے سوا کچھ بھی نہیں تو سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ سب
حال تیرے سامنے ہے اور میری تکلیفوں کا تجھ کو علم ہے۔ تو ہی
ان کو دور کر سکتا ہے۔ اوم آلیا۔ اوم آلیا۔ اوم آلیا (۳)

اس دعا کی تفصیل میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ ایک ایک لفظ اپنی وضاحت کر رہا ہے۔ البتہ اس کا نتیجہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ دعائے قبولیت کا لباس پہنا اور مشکلکشا نے بدھ جی کا ہاتھ پکڑا۔ دنیا جانتی ہے اور تاریخ اس پر پردہ نہیں ڈال سکتی کہ بدھ کو اس کی بدولت کس قدر کامیابی ہوئی۔ عوام تو رہے درکنار بھارت کے راجوں مہاراجوں نے ان کا مذہب قبول کیا۔ اور پھر ہندوستان کے علاوہ بدھ مذہب لنکا، برما، آسام، چین، سیام اور تبت وغیرہ ایسے دور دراز ملکوں میں پھیل گیا۔ اور یہ سب جناب ایلیا علیہ السلام کی ذرہ نوازی اور کرم فرمائی ہے۔ گو موجودہ بدھ مذہب کو بدھ کی اصلی یعنی ابتدائی تعلیمات سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ جس طرح کہ جناب عیسیٰ

(۱) [illegible] نام [illegible] اور [illegible] کا
(۲) [illegible] (حدیث رسول)
(۳) [illegible] نام سے معروف ہے۔ بدھ مذہب کی [illegible] کتابوں میں مذکور ہے [illegible]
[illegible] کے صفحہ ۵۷ پر اس دعا کے ساتھ [illegible] کتاب کے [illegible]
بدھ [illegible] کہے تھے۔ "اپنی تیری [illegible] میری مدد" [illegible] پاک [illegible]
[illegible] اور [illegible] نام سے میری [illegible] رحمت [illegible] رحمت اللعالمین [illegible]

آگے چل کر اسی مضمون میں ملے گا۔ (محمود)

علیہ السلام اور جناب موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کو بدل ڈالا گیا ہے۔ اسی طرح بدھ کی تعلیمات بھی نہ بچ سکیں۔

لیجئے بدھ جی مہاراج بستر مرگ پر دراز ہو گئے۔ اب وہ چند لمحوں کے مہمان نظر آتے ہیں۔ ان کا سب سے محبوب چیلا اور خاص الخاص مرید ''آنند'' ان کی سیوا میں بیٹھا ہے۔ اور ان کی نازک حالت دیکھ کر زار وقطار رو رہا ہے۔ جب بدھ جی نے اس کا یہ حال دیکھا تو اس کو بہت تسلی دی اور مسکراتے ہوئے کہا:

> پیارے آنند غمگین نہ ہو۔ آنسو مت بہا۔ میں تجھے کتنی ہی مرتبہ پہلے بتا چکا ہوں کہ اپنی مطلوب ومحبوب اشیاء کو چھوڑنا اور اس دنیا کی ہر چیز سے جدا ہونا انسانی فطرت میں داخل ہے۔ اگر میں جارہا ہوں تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں۔

آنند نے عرض کیا:۔

> مہاراج آپ کے بعد ہمارا کون والی ہوگا اور کون تعلیم دیگا۔

> بدھ جی نے جواب دیا:

> آنند خوب یاد رکھ دنیا میں صرف میں ہی بدھ بن نہیں آیا ہوں اور نہ میں اس سلسلے کو ختم کرنے والا ہوں جب وقت آئیگا تو ایک دوسرا بدھ مبعوث ہوگا۔ جو خدا کا نور ہوگا۔ بہت ہی مقدس ومطہر، اس کو حکمت کا وافر حصہ دیا جائے گا۔ وہ اقبال مند ہوگا۔ اسرار کائنات کا عالم، نسل انسانی کا بینظیر ہادی و مصلح، جن وانس کا معلم وہ ان ہی صداقتوں کو تم پر ظاہر

کرے گا جو میں نے تم کو سکھائی ہیں۔ وہ اپنے دین کی تبلیغ و اشاعت میں ہر لحظہ مصروف رہے گا۔ جو فی الحقیقت نہایت شاندار ہوگی۔ وہ اپنے حیرت انگیز کمال اور انتہائی عروج کی وجہ سے پرشکوہ اور صاحب و جمال و جلال ہوگا۔ اس کی تعلیم زندگی کی روح اور اس کی تربیت کامل و اکمل صاف و پاکیزہ اور بے عیب ہوگی۔ اگر میرے شاگردوں کا شمار سینکڑوں تک ہے تو اس کے شاگردوں کے اعداد ہزاروں تک ہوں گے۔ اور وہ ''می تیریا'' کے پاک نام سے معرف ہوگا۔(۱)

آنند نے ''می تیریا'' کی وضاحت پوچھی تو مہاتما جی بدھ نے کہا:

اے آنند می تیریا وہ ہے جو تمام رشیوں اور منیوں اور تمام مبعوث ہونے والوں کا سلسلہ ختم کر دے گا۔ اس کے سر پر ایک پنج پہلو تاج (۲) ہوگا جو سورج اور چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔ اس کے سب سے بڑے ہیرے کا نام آلیا ہے۔ یاد رکھ یہ تمام پاک جسم ابتداء سے پیدا ہو چکے ہیں۔ مگر ان کے ظاہر ہونے میں ابھی دیر ہے۔ ظالم لوگ اس کے موتیوں کو سخت نقصان پہنچائیں گے۔ اور ان کو برباد کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں گے۔ مگر مالک اس کے نام اور اس کے کام اور اسکی نسل کو دنیا

(۱) ملاحظہ ہو کتاب ''بودھیا کاش'' مولفہ وید شاستری لالہ ہرگوبند اہلو جیا مطبوعہ سرسوتی پریس بمبئی۔

(۲) مہاراجہ رام چندر جی نے بھی اجودھیا کے شاگردوں سے کہا تھا کہ وہ راجوں کا راجہ اپنی روشنی کے ساتھ ظاہر ہوگا جس کے ساتھ بڑا گروہ ہوگا۔ وہ پانچ کنگروں والا تاج پہنے گا۔ اور اس کے سب سے بڑے کنگرے کا نام اہالیایا (ایلیا) ہوگا (اجودھیا کا بن باسی) مصنفہ شنکر داس مطبوعہ آگرہ ۱۹۲۳ء۔

کے خاتمہ تک باقی رکھے گا۔ آنند میری اور تیری طرح
کروڑوں لوگ اس کے انتظار میں تھک جائیں گے۔ مگر خوش
نصیب وہی ہوگا جو اسکا اور اس کے ساتھیوں کا ساتھ دے گا۔
اب میں اس سے زیادہ تجھے کچھ نہیں بتا سکتا۔

مہاتما بدھ کی اس وصیت میں سب سے پہلے حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور پر نور کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور آپؐ کے اوصاف گرامی بیان کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رحمانی و قرآنی خطاب بھی بتادیا گیا ہے۔ ''می تیریا'' یہ سنسکرت زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ہیں بہت مہربان اور رحمت والا۔ وما ارسلنٰك الا رحمة اللعالمین کے مفہوم کے مطابق کسی نبی یا رسول کو اللہ کی طرف سے رحمت۔ رحمت عالم یا رحمۃ اللعالمین کے خطاب سے مخاطب نہیں کیا گیا۔ بدھ جی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ''می تیریا'' کہہ کر آپ کی ایک بہت بڑی فضیلت بیان کردی ہے۔ وصیت کے دوسرے حصے میں بدھ جی نے جناب رحمۃ اللعالمین کی ایک صفت یہ بتائی ہے کہ وہ تمام انبیاء و مرسلین کا خاتم ہوگا۔ اور اس کے سر پر ''پنج پہلو تاج'' ہوگا۔ اس سے پانچ نفوس پاک مراد ہیں۔ یہ بھی کہا ہے کہ وہ تاج سورج اور چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔ یہاں حضور کی حدیث انا کالشمس و علی کالقمر کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور القمر (علی) کو ہیرے سے تشبیہ دیکر ایک بار پھر آپ کا نام آلیا۔ ایلیا بتادیا ہے۔ کہ ان کی اولاد کے ساتھ سخت ظلم و ستم کیے جائیں گے۔ اور اس کا نام و نشان تک مٹانے کی کوشش کی جائے گی۔ مگر خداوند کریم ایلیا کے نام، کام اور نسل پاک کو قیامت تک باقی رکھے گا۔ آخر میں بدھ جی مہاراج کہتے ہیں:

خوش نصیب ہوگا وہ جو اس کا اور اس کے ساتھیوں کا ساتھ

دے گا۔

یہ فقرہ زیادہ محتاج تشریح نہیں ہے اور اگر وضاحت کی ضرورت ہے تو خود غور کیجئے کہ "نبیؐ اور علیؑ" کے پاک ساتھی کون ہیں؟

وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ

(۲۱:۵۹)

اور یہ مثالیں ہم لوگوں (کے سمجھانے) کے لیے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ غور کریں

اللھم صل علیٰ محمد و ال محمد

☆☆☆☆☆